فہرست مضامین







نام کتاب.......................... دین کے شعبے

سلسلہ مواعظ .... حضرت مفتی **سید مختار الدین** شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

سنہ اشاعت......................... دسمبر 2011ء مطابق سفر 1433ھ

ناشر................................ تحریک ایمان وتقویٰ دارالایمان بی ۳۷۵ بلاک ۱۰ ایف بی ایریا کراچی

مطبع............................... القادر پرنٹنگ پریس

ملنے کے پتے:

کوہاٹ

جامعہ زکریاؒ دارالایمان، کربوغہ شریف کوہاٹ۔

فون نمبر:0925-662313

کراچی

دارالایمان، ایمان منزل، مکان نمبرB-375، بلاک 10، فیڈرل بی ایریا کراچی

فون نمبر:0321-3040666

پشاور

مکتبہ انوارالقرآن، محلّہ جنگی، قصہ خوانی بازار، پشاور۔

ضیاءالرحمٰن فون نمبر:0300-5722681

جامعہ زکریاؒ للعلوم الاسلامیہ، ولی آباد، بیرون کوہاٹی گیٹ، پشاور سٹی۔

شبیراحمد خان فون نمبر:03005902003

بنوں

دارالایمان والتقویٰ، سورانی، بنوں۔ مولانا ذبیح اللہ۔

فون نمبر:0331-2441353،0928630062



درس نمبرا

شعبہ تعلیم وتعلم اور تزکیہ واصلاح

نحمدہ و نصلیّ علیٰ رسولہ الکریم امّا بعد اَعُوْذ بااللّٰہِ من الشیطان الرّجیم. بسم اللّٰـہ الرَّحمٰن الرّحیم. یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الاَرْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیزِ الْحَکِیْمِ. ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیِیْنَ رَسُوْلاً مِنْھُم یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْ مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍO(پارہ۲۸ سورۃ الجمعہ آیت نمبر ۲،۱)

اسلام کے وہ شعبے جن سے اسلام کا احیاء ہوتا ہے، اسلام زندہ ہوتا ہے۔ جن سے اسلام پھیلتا ہے، پھولتا ہے۔ جن ذرائع سے اسلام کی حفاظت ہوتی ہے اوراس کے اندر استحکام اورقوت آجاتی ہے۔ ان شعبوں میں سے پہلا شعبہ تعلیم وتعلم ہے یعنی سیکھنا سکھانا۔

تعلیم وتعلم کی اہمیت

جو مسلمان تھوڑی سی بھی سمجھ بوجھ رکھتا ہو وہ اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ جب تک کوئی چیز سیکھی نہیں ہے اس پر عمل کیسے کروگے۔ عمل تو اس وقت ہوتا ہے کہ آپ کو علم ہو کہ فلاں عمل کیسا ہے، فلاں چیز کیسی ہے، اب نماز ہے یہ فرض ہے نماز کیسے پڑھو گے اس کا کیا طریقہ ہے کس طرف رخ کرنا چاہیئے ۔اس میں کیا پڑھنا چاہیئے نماز میں کتنی رکعتیں ہونی چاہئیں۔ سجدہ کس طرح ہوتا ہے، رکوع کسے کہتے ہیں۔ اس کی پوری ایک ترتیب ہے جب آپ پوری ترتیب سیکھیں گے تب آپ نماز پڑھ سکیں گے۔ اگر ترتیب نہ سیکھی تو نماز کیسے پڑھیں گے۔

علم ایک ایسی چیز ہے کہ اس سے عمل اور عمل کے طریقے سیکھے جاسکتے ہیں۔ اگر علم نہ ہو تو نہیں ہوسکتا عمل کیلئے علم ضروری ہے تاکہ آپ اس عمل کو صحیح طریقہ پر کرسکیں۔ اگر آپ کو علم نہیں ہے تو عمل آپ عمل نہیں کرسکتے تو علم کیلئے کوئی ادارہ ہونا چاہیئے تاکہ اس میں تعلیم حاصل کی جاسکے۔ وہ ادارے وہ ذرائع جہاں سے علم حاصل ہوتا ہے ان ذرائع کا نام مجالس علم ہے فضائل کی مجالس بھی ہوں اور مسائل کی بھی ہوں۔ مدارس، مکاتبِ دینیہ یہ سب اس کے ذرائع ہیں اور یہ علم سینہ بہ سینہ حاصل کیا جاتا ہے۔ کتابوں سے براہِ راست بغیر استاد کے علم حاصل کرنا یہ بڑا بے وفا ہے۔ ہماری پشتو میں کہتے ہیں کہ ''بے استاذہ علم بے وفا دا''

حصولِ علم کا طریقہ

علم کا طریقہ ہمیشہ یہ رہا ہے کہ وہ سینہ بہ سینہ ایک دوسرے کو منتقل ہوا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے توسط سے نبی کریم ﷺ کو وحی آئی، پھر آپ کے ذریعے یہ وحی ہدایت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو منتقل ہوئی۔ صحابہ کرام کے ذریعے تابعین کو منتقل ہوئی اور تابعین کے ذریعے تبع تابعین کو منتقل ہوئی۔ اسی طرح یہ سلسلہ چلتے چلتے ہم تک پہنچ گیا۔ اگر کتابوں سے براہِ راست علم حاصل کیا جاسکتا تو انبیاء علیہم السلام کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

تعلیم کیلئے استاد کی ضرورت

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ آپ کے علاقہ میں ڈاکٹر بھی ہوگا اور ایک انجینئر بھی ہوگا۔ دونوں کو انگریزی آتی ہوگی اور اردو بھی دونوں کو آتی ہوگی اگر آپ کا علاقہ پشتون علاقہ ہے تو پشتو بھی آتی ہوگی۔

اب دیکھیں کہ دوائیوں کے نام اردو میں ہوتے ہیں یا انگریزی میں بلکہ حکیمی دوائی کا نام پشتو میں بھی ہوتا ہے۔ اس دوائی کے اوپر ہدایات ہوتی ہیں اس کو کیسے استعمال کرنا ہے۔ کتنی تعداد میں کرنا ہے اس کے اجزاء کیا کیا ہیں۔ یہ ساری ترتیب اوپر لکھی ہوتی ہے۔ لیکن کیا انگریزی جاننے والا شخص کتابوں سے ڈاکٹر بن سکتا ہے؟

بلکہ ڈاکٹر بننے کیلئے باقاعدہ میڈیکل کورس کرے گا باقاعدہ ڈاکٹروں کیساتھ رہے گا ان سے سیکھے گا تب وہ ڈاکٹر بنے گا۔ اگر صرف انگریزی جاننے سے ڈاکٹر بنتا تو پھر تو وہ پہلے سے ڈاکٹر ہوتا اس کو کورس کی ضرورت نہ تھی۔ ڈاکٹروں کیساتھ رہنے کی ضرورت نہ تھی اسی طرح وہ پہلے سے انجینئر بھی ہوتا حالانکہ ایسا نہیں۔ انجینئرنگ اپنا ایک فن ہے اور ڈاکٹری الگ ایک فن ہے۔ تو فنی چیزیں اور عملی چیزیں یہ استاد کی محتاج ہیں۔

فنی اور عملی چیزیں استاد کی محتاج ہیں

ہاں البتہ جب ایک بار فن کی ضروری چیزوں کا علم حاصل کرلیا جائے تو پھر اس فن میں مہارت پیدا کرنے کیلئے، ترقی کیلئے مطالعہ کا میدان ہے، پھر کتابوں کا مطالعہ کریں وہ آپ کیلئے معاون ہیں آپ کے علم

میں ترقی کا سبب بن سکتی ہیں۔لیکن کچھ اصول اور مبادی آپ کو استاد سے سیکھنے ہوتے ہیں۔میں مطالعہ کا انکار نہیں کرتا مطالعہ تو کرنا ہوگا جو زیادہ مطالعہ کرتا ہے۔اس کی معلومات زیادہ ہوتی ہیں۔لیکن صرف خارجی مطالعہ سے انسان دین نہیں سیکھ سکتا اس سے انسان بہت سے مغالطہ میں پڑ جاتا ہے۔آجکل تو یہ وباء پھیلی ہے کہ اردو بھی اچھی طرح نہیں آتی اور وہ مجتہد بن بیٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے کسی کی کیا ضرورت ہے میں خود ہی جانتا ہوں۔

میں آپ کو ایک مثال سے سمجھاؤں۔ہر قوم کا ایک محاورہ ہوتا ہے اور ہر زبان کے لوگوں کا ایک اپنا طریقہ ہوتا ہے۔مثلاً ہمارے یہاں پشتو میں کئی زبانیں بولی جاتی ہیں۔وزیرستانی زبان ہے۔بنوں کی زبان ہے اور پشتو میں خٹک والوں کی اپنی ایک زبان ہے۔بنگش کی اپنی زبان ہے، آفریدیوں کی الگ زبان ہے ان میں فرق بھی ہے۔

تو ہمارے ہاں پشتو میں ''خ'' کو شین پڑھتے ہیں اور بعض علاقوں میں بنگش والے پشاور وغیرہ میں ''ش'' کے بجائے ''خین'' پڑھتے ہیں۔ایک دفعہ میں اور میرا ایک دوست راستے میں چل رہے تھے تو ہمارا گذر ایک خربوزے والے کی دکان سے ہوا تو ''خربوزے کو پشتو کی ہر زبان میں ''خٹکہٗ'' ہی کہتے ہیں''۔تو دوست نے مجھ سے کہا کہ آپ کو ''شٹکئہ'' کھلاؤں......؟اس نے سوچا کہ میں ان کی زبان میں بات کروں گا تو یہ خوش ہوں گے'' کیونکہ ہم اکثر ''خ'' کے بجائے ''ش'' استعمال کرتے ہیں'' تو میں چونک گیا اور حیران ہوا کہ یہ ''شٹکئہ'' کیا بلا ہوتا ہے۔جب اس نے خربوزے کی طرف اشارہ کیا تو میں سمجھ گیا کہ یہ ''خٹکہٗ'' کو ''شٹکئہ'' کہتا ہے۔

تو ایسا بہت ہے اصل میں ایک ''خ'' ہے اب ت ث خ اور ایک ''س'' کے بعد ''ش'' ہوتی ہے ''ش'' پر تین نقطے ہوتے ہیں اور ایک ''خین'' ہوتا ہے جس کو ''خ'' لکھتے ہیں اس کے اوپر بھی ایک نقطہ ہوتا ہے اور نیچے بھی۔جیسے وہ کہتے ہیں ''خزہ'' اور ہم کہتے ہیں ''شزہ'' تو خٹکہ میں ''خ'' یعنی ''خا'' ہے اس کو ہم بھی ''خا'' ہی پڑھتے ہیں تو ہماری زبان میں بھی خٹکہٗ ہی ہے۔ہم ہر جگہ شین نہیں پڑھتے بلکہ جہاں وہ ''خین'' پڑھتے ہیں وہاں ہم شین پڑھتے ہیں۔

محاورے کا فرق

تو میں سمجھ رہا تھا کہ اب تو حالت یہ ہوگئی کہ خود اردو زبان اس کو نہیں آتی اور مجتہد بن بیٹھا حالانکہ محاورہ میں بہت فرق ہوتا ہے۔جیسے ''اٹھومت بیٹھو'' اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ ''اٹھومت۔بیٹھو'' اب اسی کو دوسری نظر سے دیکھا جائے تو ''اٹھو۔مت بیٹھو''، یہ برعکس ہوگیا۔تو استاد سے آپ کو پتہ چلے گا کہ کیا کہنا چاہتا ہے۔اسی طرح فارسی میں شیر اور شِیر لکھنے میں دونوں ایک جیسے ہیں لیکن پڑھنے میں فرق ہے۔شیر درندہ کو کہتے ہیں اور شِیر دودھ کو کہتے ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خود عرب تھے۔قرآن مجید عربی میں نازل ہوا اور وہ عربی صرف بولنے والے نہیں تھے بلکہ عربی کی فصاحت و بلاغت میں مہارت رکھتے تھے اور وہ باتوں کو بہت اچھی طرح جانتے تھے، جب قرآن مجید نازل ہو رہا تھا تو اس وقت سے وہ عرب تھے یہ نہیں کہ بعد میں عرب ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ان کے پاس معلم بنا کر بھیجا کہ ان کو سکھا دو اب ان کیلئے تو کتاب کے ساتھ ساتھ استاد کی ضرورت تھی۔آج کل کے لوگوں کیلئے جو نہ عربی جانتے ہیں بلکہ اردو بھی اچھی طرح نہیں جانتے اس کے باوجود وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لیئے کتاب کا مطالعہ کافی ہے اس ہمت والوں کو ہم کیا کہیں۔

ایک امام تھا نماز پڑھا رہا تھا اور نماز میں اِدھر اُدھر اوپر نیچے ہِل رہا تھا۔مقتدیوں نے کہا کہ آپ نے بڑی نرالی نماز پڑھائی ہے۔یہ آپ کیا کر رہے تھے کیا ہوا تھا بیمار تھے......؟اس نے کہا نہیں بے وقوفو......! میں نے آج کتاب میں دیکھا تھا کہ نبی کریم ﷺ ہِل ہِل کے نماز پڑھتے تھے تو میں اتباعِ سنت کر رہا تھا پھر کسی نے اس کو بتایا کہ وہاں تو ہلکے نماز لکھا ہے۔ہل ہل کے نماز پڑھنا تو نہیں لکھا اس کا مطلب تو یہ ہے کہ مختصر نماز پڑھاتے تھے۔بہر حال علم باقاعدہ علماء سے سیکھا جائے گا۔جو ضروری علم ہے وہ علماء سے سیکھا جائے گا ورنہ انسان دھوکہ میں پڑ جاتا ہے۔

تصوف راہِ تزکیہ ہے

دوسری چیز تزکیہ و اصلاح ہے تصوف کے بارے میں سمجھیں کہ تصوف کیا ہے......؟ تصوف راہِ تزکیہ ہے۔ اس راہ سے تزکیہ یعنی اصلاح حاصل ہوسکتی ہے اگر آپ اتنی بات سمجھ گئے تو آپ کیلئے مسئلہ سمجھنا

آسان ہے،لیکن اگر آپ موجودہ پیری مریدی دیکھیں یا صرف پنجاب میں ہی دیکھیں کہ ایک تکیہ دائیں ایک تکیہ بائیں اور دو تکیے پیچھے ہیں پانچ چھ آدمی پاؤں دبا رہے ہیں،کوئی سر دبا رہا ہے اور کوئی آگے جھک کر سلام کرتا ہے کوئی پاؤں چومتا ہے کوئی ہاتھ چومتا ہے تو تم کو یہ خیال آئے گا کہ جو بھی اس طرح ہوگا وہ پیر ہی ہوگا۔

تصوف کے مقاصد سے کسی کو اختلاف نہیں

اگر آپ کو تصوف کے مقصد کا پتہ ہو،غرض کا پتہ ہو،غایہ کا پتہ ہو تو پھر معلوم ہوگا کہ تصوف کیا چیز ہے۔پھر آپ کے لیئے مشکل نہیں یہ مشکل تو ان لوگوں کے لیئے ہے جو لوگ تصوف کے نام سے گھبراتے ہیں کہ یہ ''ت''''ص''''و''''ف''(تصوف) کیا چیز ہے یہ تو کہیں نہیں لکھا کہ اصطلاح سے ان کو چڑ ہے۔یہ پیری مریدی کیا ہے یا وہ ایسا جہالت کی وجہ سے کرتے ہیں جہالت کا یہ مطلب نہیں کہ وہ جاہل بے علم ہیں،بلکہ وہ اس فن سے ناواقف ہیں اس لیئے وہ تصوف پر اعتراض کرتے ہیں۔حالانکہ اگر ان سے کہا جائے کہ تکبر دور کرنا ضروری ہے یا نہیں......؟ تو وہ کہے گا بالکل ضروری ہے۔اگر ان سے کہا جائے کہ تواضع ہونی چاہیئے......؟ وہ کہے گا ضرور ہونی چاہیئے۔قرآن مجید کہتا ہے آدمی کو شاکر ہونا چاہیئے اور آدمی کو صابر ہونا چاہیئے''اِنّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْن'' آدمی کو سچا ہونا چاہیئے۔آدمی کو امانت دار ہونا چاہیئے یہ تو بہت ضروری ہے اگر آپ کہیں کہ یہ چیزیں اس راستہ سے حاصل ہوتی ہیں تو کیا اس میں اختلاف ہوگا۔ہرگز نہیں ہوگا۔جو مقاصد تصوف سے حاصل ہوتے ہیں۔ان سے اختلاف نہیں ہے۔اختلاف تو اسباب،ذرائع اور نام سے ہے۔اگر نام اور ذرائع سے اختلاف ہو تو میرے خیال میں یہ آپ کی ناواقفیت ہے۔ایک پٹھان،ایک عرب اور ایک پنجابی بولنے والا تینوں روٹی کی تقسیم پر لڑ رہے تھے ہر ایک اپنی زبان میں کہتا ہے۔ایک کہتا ہے کہ اس کے تین ٹکڑے کر و سب کو برابر مل جائیگی دوسروں نے کہا نہیں ایسا نہیں کریں گے پشتو والے نے پشتو میں کہا کہ اس کے تین ٹکڑے کرو،عربی والے نے عربی میں کہا،چنانچہ ایک آدمی آیا جو تینوں (عربی،پشتو اور پنجابی) زبانیں جانتا تھا۔اس نے آکر اس روٹی کے تین ٹکڑے کیے عملاً،سب نے کہاں ہاں اس طرح ہونا چاہیئے تو اس نے ان کو کہا کہ آپ سب اسی طرح کہہ رہے تھے۔تو جب ہم سب کہتے ہیں کہ اخلاق کا ہونا ضروری ہے واجب ہے تو پھر ہم اس کا نام تزکیہ رکھیں تصوف رکھیں جو بھی رکھیں اس میں اختلاف نہیں ہونا چاہیئے جبکہ مقصد ایک ہی ہے۔

آپ کو پانی کی ضرورت ہے تم کہو پانی لاؤ یا کہو کہ ''ماءً''لاؤ یا ''اُبا'' کہو جو بھی کہو مقصد میں اختلاف نہیں ہے۔اختلاف کس چیز میں آ گیا نام میں اور ذرائع میں،ایک تو اس وجہ سے بعض لوگوں کو اعتراض ہوا کہ وہ ناواقف ہوتے ہیں۔دوسری وجہ یہ ہے کہ بعض صوفیوں نے ذرائع کو مقاصد بنا دیا جب وسائل اور ذرائع مقاصد کی جگہ لے لیتے ہیں تو اس سے بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔مثلاً ایک زمانہ تصوف پر ایسا گذرا ہے کہ نقشبندی، چشتی،قادری اور سہروردی آپس میں لڑ رہے تھے کوئی کہتا تھا کہ ہمارا طریقہ ٹھیک ہے کوئی کہتا ہمارا طریقہ ٹھیک ہے آپس میں دست و گریبان تھے یہ لطیفہ یہاں نہیں یہاں ہے تم غلط کہتے ہو ایسی باتوں پر ان کی لڑائیاں ہو گئیں تو مقصد رہ گیا۔ان چیزوں کا مقصد تو یہ ہے کہ آدمی کو اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو جائے۔اللہ تعالیٰ کا تعلق حاصل ہو جائے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی محبت اس کے دل میں آ جائے۔آدمی کے اندر اخلاص پیدا ہو جائے۔ ریا کاری دور ہو جائے۔صبر آئے شکر آئے،یہ چیزیں اس کے اندر پیدا ہو جائیں وہ چیزیں ذرہ برابر نہیں تھیں۔ دماغ خشک،لڑائیاں جھگڑے بس جو بات کرتا کہتے کہ اسکو اختلاف میں ڈال دو۔برداشت کی طاقت ہی نہ رہی۔تو جب علماء نے ان باتوں کو دیکھا تو تردید شروع کر دی علماء کا کام ہی یہی ہے تو وہ کیوں نہ کریں تردید تو کرنا تھا۔مثال کے طور پر ہمارا یہاں (کربوغہ شریف) میں جمع ہونا کہ ہم اسلام کی تعلیمات کو سیکھیں،عقائد اور اخلاق سیکھیں،مسائل میں سے کچھ ضروری چیزیں سیکھیں اور اس کے ساتھ ساتھ آداب کو سیکھیں معاشرتی حقوق کو سیکھیں اور دین کی موٹی موٹی باتوں کو سیکھ لیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں اس لیئے ہم یہاں جمع ہیں تاکہ ہماری اصلاح ہو جائے۔اب اگر صرف یہ چیزیں روٹین بن جائیں کہ بس وہاں کربوغہ میں جاؤ چلہ لگاؤ چلہ فرض اور ضروری ہے چلہ ہو اور اس میں یہ چیزیں ختم ہو جائیں تو یہ ایک نمائشی چیز بن جائے گی اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔یہ ایک بدعت بن جائے گی۔کوئی مقصد تو رہا نہیں صرف وسیلہ ہی رہ گیا۔تو اس طرح جو بھی کام ہو جلسہ،جلوس یا دھڑ بندیاں ہیں ہر چیز کا جب مقصد فوت ہو جاتا ہے اور صرف وسائل پر لڑنا جھگڑنا، اس پر اتنے جم جائیں کہ جو مقاصد ہیں وہ نظروں سے اوجھل ہو جائیں تو وہ چیز رسم بن جاتی ہے وہ بے روح ہو جاتی ہے تو علماء پر فرض ہوتا ہے کہ وہ اس کو ختم کریں۔

مثال کے طور پر یہ تبلیغ کا کام ہے الحمد اللہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بہت بڑا کام لیا۔ اس میں ایک مخصوص انداز سے گشت ہوتا ہے، مخصوص انداز سے تین دن لگائے جاتے ہیں چلہ لگایا جاتا ہے یا جب کوئی چلہ لگاتا ہے تو اس سے مطالبہ ہوتا ہے کہ تم تین چلے لگاؤ اور جو علماء ہیں وہ اتنے دن لگاؤ اور پھر ایک ترتیب ہوتی ہے کہ کس طرح جانا ہے کیسے بات کرنی ہے۔ تو اس میں بعض چیزیں تو مقاصد میں سے ہوتی ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت بیان کرنا اور نمازوں کی طرف لوگوں کو بلانا اور بعض چیزیں ذرائع ہیں۔ گشت ایک ذریعہ ہے اور ایک خاص وقت میں بیان کرنا ایک ذریعہ ہے۔ کہ اس سے لوگ جُڑ جاتے ہیں جمع ہو جاتے ہیں، اب ذرائع ہیں خدانخواستہ اللہ ایسا نہ کرے......نہ کرے...... اگر یہ مقاصد اس کے اندر سے نکل جائیں جو اللہ کی طرف بلانے کی محنت ہے لوگوں کو نماز پر لگانا اچھے اخلاق کی طرف بلانا یہ چیزیں نکل جائیں اور صرف ذرائع رہ جائیں تو علماء پر فرض ہوگا کہ وہ اس کی اصلاح کریں۔ جب مقاصد فوت ہو جائیں تو پھر ذرائع پر بھی لڑائیاں ہوتی ہیں۔

ذرائع پر لڑنا عقلمندی نہیں

بعض لوگ اس پر لڑتے ہیں کہ سینے پر ہاتھ باندھنے چاہئیں یا ناف پر باندھنے چاہئیں دراصل اس کا مطلب تو یہ تھا علماء لکھتے ہیں کہ کہاں تواضع زیادہ ہے ناف پر ہاتھ رکھنے میں تواضع زیادہ ہے یا سینہ پر۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ باندے، اس میں صرف اختلاف اس بات کا ہے کہ کہاں باندھنا زیادہ بہتر ہے۔ اس پر ہم ایک دوسرے سے لڑتے ہیں اور سر پھوڑنے تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ غیبت کرتے ہیں غیبت حرام ہے۔ کام تو اولیٰ اور غیر اولیٰ کا تھا کہ ہمارے نزدیک یہ بہتر ہے اس سے آگے بڑھ کر ایک دوسرے کی غیبت ایک دوسرے سے دست و گریبان ہونا۔ یہ کیوں ہوا۔ اس لیئے کہ ہم نے مقاصد کو چھوڑا اور ذرائع کو مقاصد بنالیا اور دین کو سمجھا نہیں اور اولیٰ اور غیر اولیٰ پر حرام کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اس اختلاف کو قرآن مجید حرام کہتا ہے۔ ہاں ٹھیک ہے آپ ایک مسئلہ پر بحث کریں اس کی وضاحت کریں لیکن معمولی معمولی باتوں پر لڑنا ان پر پارٹیاں بنانا اس کو مقصد بنا کر اس میں توانائیاں صرف کرنا یہ ٹھیک نہیں۔

لَیۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡهَکُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِب (پ ۲ البقرۃ ۱۷۷) کہ یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ تم مشرق ومغرب کی طرف رخ کرو! حالانکہ قبلہ کی طرف رخ کرنا فرض ہے۔ لیکن ایک

چیز کو پکڑ کر اس پر لڑنا اور اسی میں دین کو منحصر سمجھنا اور اس پر لڑنا بھڑنا یہ نیکی نہیں ہے۔ بعض لوگ جو صوفیاء کے پیروکار ہوتے ہیں ان میں سے جو کچے کچے لوگ ہوتے ہیں وہ ذرائع کو مقاصد بنا دیتے ہیں اور پھر ذرائع تو مختلف ہوتے ہیں کئی ذرائع ہو سکتے ہیں تو اس پر وہ آپس میں لڑتے ہیں اور مقاصد ذہن سے اوجھل ہو جاتے ہیں اصلاح تو ذرّہ برابر نہیں ہوتی اور آپس میں لڑتے رہتے ہیں تو پھر علماء کیلئے ضروری ہے کہ ان کی مخالفت کریں۔

علماء تحقیق کریں

لیکن علماء کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہر جگہ تو اس طرح نہ ہوگا یا ہر جگہ ایسا ہوگا؟ اگر کسی جگہ ذرائع کو مقاصد بنایا گیا ہو تو بہت سی جگہیں ایسی بھی ہونگی کہ وہ مقاصد کو سامنے رکھتے ہونگے تو کسی ایک جگہ کی خرابی کی وجہ سے ساری جگہوں کو خراب گردانا یہ غلطی ہوگی۔ اگر ایک ڈاکٹر نقال اور نقلی ڈاکٹر ہے آپ نے دیکھا ہوگا کہ راستوں میں بیٹھے ہوتے ہیں۔

میں ایک جگہ گیا تو ایک شخص چند چیزیں اپنے سامنے رکھ کر بیٹھا تھا، ڈاکٹر بنا ہوا تھا مجھے کہنے لگا، ادھر آؤ، ہاتھ دکھاؤ....!! ''میں نے کہا کیا جاتا ہے'' چلو دیکھو....! نبض کو دیکھا اور کہنے لگا تمہیں قبض ہے....، میں نے کہا میں تو ٹھیک ہوں.... مجھے تو قبض نہیں....، اس نے کہا کبھی کبھی تو ہوتی ہوگی نا....؟، میں نے اس سے کہا کہ کبھی کبھی تو تمہیں بھی ہوتی ہوگی۔ وہ خاموش ہوگیا، دراصل وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کیا کیا عام چیزیں ہیں جو میں بتاؤں۔

بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ نقلی ڈاکٹر بھی ہوتے ہیں اسی طرح صوفیاء میں بھی ہونگے لیکن علماء کو چاہیئے کہ وہ تحقیق کریں، حج فرض ہے طریق فرض نہیں طریق کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ہوائی جہاز میں جائے تب بھی حج ہو جائے گا۔ بحری جہاز میں جائے اس کا بھی حج ہو جائے گا۔ مقصد تو حاصل ہوا، مقصد تو حج ہے یا اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے طاقت دی اور وہ یوں ہی چلا گیا کوئی بعید تو نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے تو حج اس کا بھی ہو جائے گا۔ کوئی پیدل چلا اس کا بھی حج ہو جائے گا۔ اب یہ نہیں کہ اس کا حج نہیں ہوگا اس پر لڑنا کہ تم ہوائی جہاز سے گئے ہو تمہارا حج نہیں ہوگا، یہ لڑائی فضول ہے اور اس آدمی کے ذہن میں مقصد بھی نہیں۔ جب بھی مقاصد اوجھل ہو جاتے ہیں تو ذرائع پر لوگ لڑتے بھی ہیں، جب ذرائع مقاصد سے خالی ہو جاتے ہیں وہ ذرائع خالی رسوم بن جاتے ہیں۔

تصوف کی مخالفت کی وجہ

ایک طبقہ اس لیئے پیروں اور صوفیاء کا مخالف ہے کہ وہ جب صوفیوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ لالچی ہیں وہ عزت کے بھوکے ہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ باپ مر گیا تو بیٹا جو کہ تصوف کے نام سے بھی نابلد ہے جسکو یہ بھی معلوم نہیں کہ تصوف کیا ہوتا ہے۔ وہ بن گیا ''گدھی نشین'' ایک تو گدی نشین ہوتا ہے اور یہ ''گدھی نشین'' گدھے پر بیٹھا ہے وہ پیر بن جاتا ہے پگڑی باندھ دیتا ہے حالانکہ اس بے چارے کو کچھ پتہ نہیں ہے۔ پھر آپ نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا کہ ڈاکٹر کے بیٹے کو کوئی ڈاکٹر کہے باپ اگر ڈاکٹر ہے تو بیٹا انجینئر ہوگا۔ ہمارے دینداروں میں عجیب مصیبت ہے کہ باپ قاضی ہے تو بیٹا بھی قاضی ہے، نہ کچھ پڑھا ہے نہ کچھ لکھا ہے۔ باپ صوفی ہے، شیخ ہے، بیٹا بھی پیر بن گیا۔ پگڑی باندھو ایک پگڑی سے پیر بن گیا، پگڑی سو روپے کی ہوتی ہے اور پیر تو آدمی مجاہدے کر کر کے بنتا ہے۔ اپنا خون پسینہ ایک کر کے اس کے بعد کہیں بنتا ہے۔ ہمارا پیر آسان ہے بس پیر کا بیٹا پیر ہے۔ اس پر علماء کی مخالفت بے جا نہیں ہے بلکہ اپنی جگہ پر صحیح ہے۔ اور بعض لوگوں نے تو اس کو کاروبار ہی بنا دیا اور مستقل پیری مریدی کاروبار ہی ہے۔ جب پیری مریدی کاروبار بن گیا۔ یاد رکھیں سب سے زیادہ بے ایمان آدمی وہ ہے جو دین کے نام سے دنیا کمائیں۔ دنیا کے نام پر کمائیں تجارت کریں محنت مزدوری کریں حلال ہے۔ پاک ہے۔ اس پر ثواب بھی ملے گا، لیکن دین فروش نہ بنیں۔ ایسا ہوتا ہے یا نہیں؟ ہوتا ہے۔ لیکن ہم یہ نہیں کہیں گے کہ آپ بہت غلط ہیں خواہ مخواہ پیروں کے پیچھے لگے ہیں البتہ یہ ہے کہ کبھی بھی نقلی ڈاکٹروں کی وجہ سے کسی نے علاج نہیں چھوڑا ہے کہ سارے ڈاکٹر نقلی ہو گئے اس لیئے ہم علاج ہی نہیں کرواتے۔ ہاں یہ ہوتا ہے کہ ایک بار دھوکہ کھاتا ہے دو بار کھاتا ہے پھر صحیح جگہ پہنچ جاتا ہے اور پھر علاج کرواتا ہے۔ تو جس طرح آپ اپنے جسمانی علاج کیلیئے یہ بات ضروری سمجھتے ہیں کہ آپ کسی ڈاکٹر کی طرف رجوع کریں یا حکیم کی طرف رجوح کریں خواہ ایلو پیتھک ہو یا ہومیو پیتھک ڈاکٹر ہو یا جو بھی ہو۔ اسی طرح اپنی اصلاح کے لیئے ڈھونڈنا ہوگا اور اس کو قرآن وسنت پر پرکھنا ہوگا کہ کیا وہ صحیح ہے اور اس کے پاس اُٹھنے بیٹھنے والے لوگوں کی زندگی اچھی ہو رہی ہے تو آپ کو بھی اپنی اصلاحی تعلق اس قائم کرنا چاہیئے۔

کیا تزکیہ واصلاح ہر عالم کر سکتا ہے؟ ایک شبہ کا جواب

اب سوال یہ کہ اگر ایک آدمی کے پاس قرآن اور حدیث کا علم ہے تو ہر عالم کسی کی اصلاح کرے گا تو پھر اس کیلیئے باقاعدہ اہلِ فن کے پاس جانا کیوں ضروری ہے؟ ایک آدمی ہے عالم ہے شیخ الحدیث ہے حدیث پڑھتا پڑھاتا ہے، قرآن پڑھا ہے، پڑھاتا ہے تفسیر پڑھاتا ہے ترجمہ پڑھاتا ہے لوگوں کو، مصنف ہے، بڑی بڑی کتابیں لکھتے ہیں، تو اس کے پاس لوگ جائیں اس سے سیکھیں...... یہ بڑا اہم سوال ہے۔ لیکن اس میں ایک مغالطہ ہے کہ سیکھنا اور چیز ہے اور سیکھی ہوئی چیز پر ڈھلنا اور چیز ہے دونوں میں بڑا فرق ہے۔ میں آپ کو کئی مثالوں سے سمجھاؤنگا۔

مثلاً ایک آدمی دوائیوں کی کتابیں پڑھ لیتا ہے، پڑھاتا ہے دوائیوں کی کتابوں میں یہی لکھا ہوتا ہے کہ فلاں دوائی فلاں چیز سے بنتی ہے اور فلاں بیماری کیلیئے استعمال ہوتی ہے تو ایک آدمی بہت کتابیں پڑھ لیتا ہے لیکن حکیم نہیں ہے کیا وہ کسی کا علاج کر سکے گا....؟ وہ تو مار دے گا کیونکہ اس کو پڑھنا تو آتا ہے مگر علاج کا طریقہ نہیں آتا۔ مثلاً ایک شخص ایسے حکیم کے پاس گیا کہ وہ حکیم اور طبیب نہیں تھا بلکہ طب کی کتابیں پڑھی تھیں اب اس مریض نے اس کو کہا کہ میرے سر میں درد ہے اس حکیم نے اس کو سر درد کی دوا دیدی۔ پھر اس نے کہا کہ میری ٹانگیں بھی درد کرتی ہیں تو اس نے درد کی کوئی اور دوا بھی دیدی۔ پھر اس نے کہا کہ مجھے چکر بھی آتے ہیں ایک گولی اور دے دی، اس طرح کرتے کرتے اس مریض نے کئی بیماریاں بتائیں اور وہ ہر بیماری کی الگ دوا دیتا گیا اور ایک پورا تھیلا دوائیوں کا اس کو تھما دیا وہ مریض دوائیوں کے استعمال سے اور بیمار ہو گیا شفاء نہ ملی، اب اس حکیم کو دوائیوں کے نام تو معلوم تھے چونکہ پڑھے تھے اور پڑھائے تھے لیکن علاج کا طریقہ اس کو نہیں آتا تھا علاج کا طریقہ تو اور ہوتا ہے۔ پھر وہ مریض کسی اور حکیم کے پاس گیا جو اصل حکمت کو جانتا تھا اس نے کہا کے تجھے قبض ہے جس کی وجہ سے سر بھی درد کرتا ہے، ٹانگوں میں بھی درد ہے اور چکر بھی آتے ہیں تو وہ مریض کہتا ہے کہ ہاں قبض تو مجھے ہے۔ اس حکیم نے ایک پُڑی دے دی سب بیماریوں کا علاج ہو گیا۔ میرے ساتھ بھی ایک دفعہ ایسا واقعہ پیش آیا ملتان میں گیا تھا میرا گلا درد کرنے لگا کسی نے کہا کہ تم یخنی پیو، یخنی ٹھیک ہے انڈے ٹھیک ہیں اور گوشت مفید ہے وہ کھاؤ جب میں نے یہ چیزیں استعمال کی تو میں اور بھی بیمار ہو گیا۔ پھر کسی نے کہا کہ ایگمنٹین کھاؤ کسی نے کہا یہ کھاؤ وہ کھاؤ مختلف دوائیاں کھائیں آفاقہ نہ ہوا۔ پھر وہاں سے ہمارا

سفر ہوا حضرت مولانا عبداللطیف رحمہ اللہ علیہ جو ہمارے نقشبندی سلسلے کے بہت عجیب آدمی تھے، حضرت بہلوی رحمہ اللہ کے خلفاء میں سے تھے ان کے پاس میں اٹھارہ ہزاری (جھنگ) گیا، وہاں مجھے کسی دوست نے کہا کہ یہاں ایک حکیم ہے ان سے ملاقات کرنی ہے میں نے کہا کہ چلو اگر حکیم ہے تو میں علاج بھی ان سے کراؤنگا۔ ہم اس کے پاس گئے غائبانہ تعارف اس کو پہلے ہی سے تھا اس نے میری کچھ کتابیں پڑھی تھیں عقیدہ اور عقیدت اور دہریت سے اسلام تک وغیرہ کتابیں۔ جب ملاقات ہوئی تو وہ بہت خوش ہوا۔ میں نے کہا کہ اس وقت تو میں ایک مسئلے کے حل کیلئے آیا ہوں، اس نے کہا کہ کیا مسئلہ ہے میں نے بتایا کہ میرا گلا خراب ہے اور میں یہ دوائیاں استعمال کر چکا ہوں لیکن فائدہ نہیں ہوا ساری دوائیاں میں نے گنوائیں اور اس کے علاوہ غذاؤں میں بھی گڑ بڑ چیزیں نہیں کھائیں البتہ یخنی وغیرہ گوشت یہ چیزیں میں نے استعمال کیں لیکن افاقہ کی بجائے گلا اور خراب ہو رہا ہے تو اس نے دیکھا اور کہا کہ تمہارا گلا تو ٹھیک ہے۔ میں بڑا حیران ہوا کہ میرا گلا تو خراب ہی ہے ٹھیک کیسے....؟ اس نے کہا کہ نہیں تمہارا گلا ٹھیک ہے۔ تمہارا معدہ ٹھیک نہیں ہے اس میں تیزابیت ہے اس کے بخارات، اٹھتے ہیں اور وہ یہاں (گلے) میں لگتے ہیں، میرے دماغ میں یہ بات آگئی کہ بات تو اس کی ٹھیک ہے۔ پھر اس نے کہا کہ دیکھو یہ انگریز لوگ ہم کو گولیوں (دوائیوں) سے بھی مارتے ہیں اور گولی (بندوق) سے بھی مارتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ گوشت تم نے نہیں کھانا۔ انڈا نہیں کھانا، ترش چیزیں نہ کھاؤ۔ کھانا ذرا کم کھاؤ۔ یہ سنت بھی ہے۔ ٹھنڈا پانی نہ پیو۔ اس نے معدے کیلئے ایک پھکی دیدی اور ایک آدھ گولی دیدی میں نے جب پرہیز کے ساتھ وہ دوا کا استعمال کی تو میں دو دن کے بعد میں بالکل تندرست ہو گیا اور خوش ہوا۔ اب وہ حکیم تھا۔ اور جو حکیم نہیں تھے اور اپنا نام حکیم رکھا تھا ڈاکٹر رکھا تھا وہ میرے مرض میں اور اضافہ کر رہے تھے۔ دیکھو صرف پڑھا ہونا کافی نہیں بلکہ اس پڑھے ہوئے پر ڈھلنے کا طریقہ عمل کا طریقہ بھی اس کو آتا ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے اصلاح فرمائی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اندر بہت بڑی بیماریاں ہیں....! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شراب پیتا ہوں....! اس وقت شراب کی حرمت کا نیا نیا حکم نازل ہوا تھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے بے حیائی کے کام بھی ہوتے ہیں....! میں جھوٹ بھی بولتا

ہوں....! میں غیبت بھی کرتا ہوں....! جتنی اس کے اندر بیماریاں تھیں سب گنوا دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ ایک کام کریں جھوٹ نہ بولیں اور ایک ہفتہ بعد مجھے اپنی کارگزاری سنائیں اپنا حال بتائیں۔ وہ گیا شراب کو جی چاہا پھر خیال آیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پوچھیں گے کیا کیا اور کیا نہیں کیا اگر میں کہوں گا کہ شراب پی ہے تو یہ اچھی بات نہیں اور اگر میں جھوٹ بولونگا کہ نہیں پی تو پھر اس بات پر عمل نہ ہوا کہ جھوٹ نہ بولنا اگر سچ بولونگا تو شرمندگی ہوگی چلو اگر نہ پی تو کیا ہو جائے گا، اس نے چنانچہ چھوڑ دی۔ اس طرح وہ ایک ایک گناہ سے بچتا رہا جب ہفتہ گزر گیا تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "الحمدللہ" تمام بیماریاں ختم ہو گئیں۔ اب دیکھو علاج کا ایک طریقہ تھا اگر اس کو ایک تھپڑ لگایا جاتا کہ تم نے یہ کیوں کیا تو علاج نہ ہوتا جب کوئی اس لیئے آئے تا کہ اس کا علاج ہو۔ تو آپ اس کی اصلاح کا ایک طریقہ بناؤ جس کی اصلاح کرنی ہے۔ اب دیکھو کہ اس شخص کو علم تو تھا لیکن بچ نہیں سکتا تھا تو اس کے لیئے طریقہ ہونا چاہیئے۔

اسی طرح ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے زنا کا شوق ہے....! صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین آگے بڑھے کہ اس کو پکڑیں گستاخی کرتا ہے ایسی بات کرتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے کہ یہ تو اصلاح چاہتا ہے، اس لیئے پوچھتا ہے کہ شاید آپ میرے لیئے جائز کر دیں حالانکہ حلال حرام کا مالک کون ہے جو چیزوں کو حلال اور حرام کرے وہ تو اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم کو یہ اچھا لگے گا کہ تمہاری ماں کے ساتھ کوئی زنا کرے....؟ اس نے کہا کہ یہ تو میں کبھی نہیں پسند کرونگا....غیور تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آخر وہ بھی تو کسی کی ماں ہوگی۔ اس طرح بہن کے بارے میں کہا، بیوی کے بارے میں کہا، بیٹی کے بارے میں کہا۔ سارے رشتے گنوائے، ہر بار وہ کہتا کہ کبھی میں یہ پسند نہیں کرونگا، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی کسی کی بیوی ہوگی یا بیٹی ہوگی یا ماں ہوگی وہ شخص کہتا ہے کہ اس کے بعد نبی کریم نے میرے سینے پر ہاتھ پھیرا اس کے بعد مجھے کبھی زنا کا شوق پیدا نہیں ہوا۔ دیکھو یہ اصلاح ہے۔ حالانکہ اس کو معلوم تھا کہ یہ چیز حرام ہے تو اصلاح نبی کریم ﷺ کا ایک مستقل فریضہ تھا اور اصلاح ایک مستقل طریقہ ہے کہ جس کے ذریعہ انسان، اللہ تعالیٰ کے راستہ پر پڑ جائے۔

علماء فرماتے ہیں کہ تصوف وہ علم ہے کہ جس کے ذریعے نفوس کا تزکیہ، اخلاق کا تصفیہ اور ظاہر و باطن کے احوال پہچانے جاتے ہیں اس سے انسان کا اندر درست ہوتا ہے اور اس سے نکلنے والے اعمال کردار سب درست ہو جاتے ہیں۔ اس میں اخلاص آجاتا ہے اس کے اندر اچھے اخلاق پیدا ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق مضبوط ہو جاتا ہے، تکبر غرور، ناشکری وغیرہ دور ہو جاتی ہے۔

آیت کا مفہوم

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ هُوَ الَّذِی: اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے کہ بَعَثَ فِی الاُمِّیِّیْنَ رَسُوْلاً۔ کہ اَن پڑھوں میں ایک رسول بھیجا "مِنْهُمْ" اِن ہی میں سے: اِن ہی اَن پڑھوں میں سے ایک اٹھایا اور رسول بنا دیا۔ جتنے آپ کتب خانے دیکھتے ہیں یہ اسی نبی امّی ﷺ کا فیض ہے۔ آج پوری دنیا میں کھربوں نہیں بلکہ کھربوں کو کھرب سے ضرب دے دیں اتنی مالیت کے کتب خانے ہونگے یا اس سے بھی زیادہ وہ سب اس قرآن کی تفسیر ہے۔ قرآن سے مستنبط ہے نبی کریم ﷺ کے اس میں علوم ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی فرمائے تھے ایک ایک تفسیر ہزاروں جلدوں میں ہے سینکڑوں جلدوں میں لکھی ہوئی ہے۔

"یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ" جو ان پر آیات تلاوت کرتے ہیں "وَیُزَکِّیْهِمْ" اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں یہی تصوف ہے اور تصوف کیا ہے راہِ تزکیہ ہے راہِ تقویٰ ہے، "وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ" اور وہ انکو اللہ تعالیٰ کی کتاب سکھاتے ہیں، تو معلوم ہوا کہ تزکیہ اور تعلیم یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں اور پھر یہ آیت (یعنی مفہوم آیت) چار جگہ ہے یہ انبیاء علیھم السلام کا فریضہ ہے کہ لوگوں کے عقائد ٹھیک کریں۔ آیات تو نشانیاں ہوتی ہیں دلائل ہوتے ہیں وہ پڑھ پڑھا کر لوگوں کے عقیدہ کو ٹھیک کرتے ہیں۔ دوسری چیز تزکیہ ہے کہ آیات پڑھائیں اور ان کا تزکیہ کریں۔ "وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ" یہ کون لوگ تھے جن کو کتاب سکھانا تھی عرب تھے یہ نہیں کہا کہ تم خود پڑھو۔ چونکہ تم زبان جانتے ہو بلکہ یہ کہا کہ سکھاؤ ان کو "وَالْحِکْمَةَ" اور حکمت سکھاتے تھے، "وَاِنْ کَانُوْ مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ" اگرچہ اس سے پہلے جب نبی کریم ﷺ نہیں آئے تھے یہ کھلی گمراہی میں تھے۔ یعنی جب نبی کریم ﷺ آئے تو یہ لوگوں کے پیشوا بن گئے، امام بن گئے قوموں کے پیشوا بن گئے یہ کس کی برکت تھی تلاوتِ کلام۔ تزکیہ، تعلیمِ کتاب اور تعلیم حکمت۔ یہ انبیاء علیھم السلام کے فرائض ہیں۔ تو یہ چار شعبے ہیں تعلیم، تزکیہ، دعوت اور جہاد جو احیاء اسلام، بقاء اسلام، تحفظ اسلام ہیں اور اسلام کے پھیلانے کے ذرائع ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو پورے دین پر عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

درس نمبر ۲

شعبہ تبلیغ

دعوت و تبلیغ کی اہمیت

دین کا تیسرا شعبہ "دعوت و تبلیغ" ہے۔ تبلیغ کی ضرورت تعلیم سے پوری نہیں ہوتی آدمی پڑھتا ہے علم حاصل کرتا ہے لیکن پڑھنے کے بعد آگے نہیں پڑھاتا۔ اگر آگے پڑھاتا ہے تو پھر تو تبلیغ کرتا ہے لیکن اگر پڑھاتا نہیں ہے تو بات ختم ہو جائے گی بس پڑھ لیا تو بات ختم۔ دعوت و تبلیغ کا مطلب ہے کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف بلانا۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے احکامات پہنچانا۔ دعوت کا معنیٰ ہے بلانا اور تبلیغ کا معنیٰ ہے پہنچانا "بَلِّغ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ" لوگوں کو پہنچاؤ جو آپ کی طرف نازل کیا گیا۔ دعوت و تبلیغ کا کام بہت اہم کام ہے۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا بہت عظیم کام ہے۔ لوگوں کو اگر آپ برائی سے منع نہیں کرتے تو برائی آپ کے گھر کے دروازے پر دستک دے دیگی۔ اگر آپ لوگوں کو برائی سے منع کریں گے لوگوں کو دعوت دیں گے وہ لوگ آئیں یا نہ آئیں کم از کم برائی آپ کے پاس نہیں آئے گی۔ بشرطیکہ آپ سچے معنوں میں لوگوں کو برائی سے منع کرو۔ دعوت و تبلیغ میں دو چیزیں ہیں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا اور لوگوں کو برائی سے منع کرنا۔ دونوں کو خلط ملط نہیں کیا جاتا یہ دونوں (دعوت اور تبلیغ) مستقل دو چیزیں ہیں، اگر آپ نے نماز کیلئے کسی کو بلایا اس کا مطلب یہ نہیں ہوا کہ وہ جھوٹ سے بھی رُک گیا۔ بلکہ وہ نماز بھی پڑھتا ہے اور جھوٹ بھی بولتا ہے۔ اگر آپ نے لوگوں کو روزے کی طرف بلایا تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوا کہ وہ مجاہد بھی بن گیا۔ نیکیوں کی طرف بلانا اور برائیوں سے منع کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید جو کہتا ہے اس کی طرف بلانا اور قرآن جس سے منع کرتا ہے اس سے منع کرنا۔ اسی لیئے قرآن مجید نے امر بالمعروف سے زیادہ نہی عن المنکر پر زور دیا۔ کیونکہ لوگ جب برائیوں سے بچیں گے تو لوگوں کے مزاج صاف ہونگے۔ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ نیکی کی طرف بلانے میں زیادہ زحمت نہیں اٹھانی پڑتی۔ مثلاً تم کسی کو کہو کہ نماز پڑھو تو وہ پڑھے یا نہ پڑھے تم نے کہہ دیا لیکن جب تم اس کو کہو کہ سود نہ کھاؤ جبکہ وہ سود میں مبتلا ہے تو یہ اس کی خواہش پر زد ہے یہ بات اس کے مخالف پڑتی ہے اسی لیئے نہی عن المنکر امر بالمعروف کی نسبت مشکل کام ہے۔ ایک ہے امر بالمعروف جبراً نیکی پر لانا جبر کے ساتھ،

جہاں تک ترغیب کا تعلق ہے تو ترغیب سے کوئی خفا نہیں ہوتا۔آپ اچھی اچھی باتیں وعظ ونصیحت کریں لوگ واہ! واہ! کریں گے۔خوش ہو جائیں گے۔لیکن اگر ان کو کہو کہ جھوٹ مت بولو غیبت نہ کرو، شراب مت پیو اب اس کے اندر جو تکبر ہے وہ برداشت نہیں کرے گا۔اس لیئے انبیاء علیھم السلام کے زیادہ مخالفین وہ رہے ہیں جو برائی میں مبتلا ہوتے تھے۔جب ان کو کہا جاتا کہ تم لین دین میں دھاندلی مت کرو....! تو وہ کہتے کہ تمہاری نماز تم کو یہ کہتی ہے کہ ہمیں ہمارے مالوں میں اپنی مرضی کے استعمال سے روکو۔اب دیکھو ان کو نماز سے کوئی چڑ نہیں تھی۔ چڑ کس بات سے تھی کہ تم ہمیں کیوں روکتے ہو۔ایسے کاموں سے جس میں ہم مبتلا ہیں۔ بہر حال امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں مستقل چیزیں ہیں۔ایک سے دوسری کی ضرورت پوری نہیں ہوتی۔ بلکہ بہت سے مواقع ایسے ہوتے ہیں کہ امر بالمعروف سے ایک کام پورا ہو جائیگا لیکن نہی عن المنکر جس کی ضرورت وہ پوری نہیں ہوگی۔ بہت بار ایسا ہوتا ہے، اس لیئے اس کی (نہی عن المنکر) مستقل ایک ضرورت ہے کہ آدمی کہہ دے کہ فلاں فلاں مت کرو۔نشاندہی ہونی چاہیئے۔قرآن مجید نے اس پر اتنا زور دیا ہے اور یہ بات غلط ہے کہ کوئی کہے کہ جب کسی کو کہا کہ نماز پڑھو اب وہ نماز کی طرف آ گیا تو نماز نہ پڑھنا منکر ہے لہٰذا منکر سے روک دیا۔نہیں منکر مستقل ایک چیز ہے مستقل ایک کام ہے۔منکر کیا ہے....شراب ہے....، منکر کیا ہے.... جھوٹ ہے....، منکر کیا ہے....زنا ہے....، منکر کیا ہے....قتل وغارت ہے۔ یہ سارے منکرات ہیں۔تو مستقل ان سے منع کرنا چاہیئے۔

دعوت وتبلیغ کے مختلف طریقے

دعوت وتبلیغ کے مختلف طریقے ہو سکتے ہیں۔انبیاء علیھم السلام ہر زمانہ میں اپنے اپنے طریقے سے دعوت کا کام کرتے تھے چونکہ ان کا کام ہی یہی تھا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سادگی سے کام ہوتا تھا ایک سفر طائف کی طرف کیا اس سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ غالباً حضرت زیدؓ تھے۔بعض کہتے ہیں کہ حضرت بلالؓ تھے۔لیکن حضرت بلالؓ نہیں تھے بلکہ حضرت زیدؓ تھے۔ یہ دو حضرات گئے تھے۔ وہاں جا کر سرداروں کو دعوت دی۔انہوں نے لوگوں کو پیچھے لگا دیا۔کبھی افراد کے ساتھ ملتے ملاقاتیں کرتے کبھی ایسا ہوتا کہ کہیں مجمع ہوتا ان سے ملاقات کرتے دعوت دیتے۔تو اس طرح سادگی کیساتھ یہ کام جاری تھا۔ پھر جب

مسلمانوں کو قوت ملی تو حکم کرتے کہ نماز پڑھو، غلطی مت کرو۔ جو غلطی کرتا اس کو سزا دیتے۔آپ نے دیکھا ہوگا کہ پولیس تھانوں میں امر بالمعروف نہی عن المنکر لکھا ہوتا ہے۔ دراصل تو یہ نہی عن المعروف اور امر عن المنکر کے ادارے بن گئے اور یہ ادارے دراصل امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے تھے یعنی لوگوں کو برائیوں سے منع کرنا ان کا کام تھا۔ان کا یہ کام تھا کہ شراب مت پیو، غلطی مت کرو، روڈ پر چھلکے مت پھینکو، یعنی وہ کام نہ کرو جو تمہاری ذات کیلئے نقصان دہ ہو یا معاشرے کے لیئے نقصان دہ ہو۔ان چیزوں کی طرف بلاتے تھے جو تمہارے دین کے امور اور احکامات تھے۔تو امر بالمعروف ونہی عن المنکر، ترغیب سے شروع ہو کر ڈنڈے تک بات پہنچ جاتی ہے۔ یہ دونوں چیزیں خیر کی طرف بلانا اور برائی سے منع کرنا۔اسکے مختلف طریقے ہو سکتے ہیں۔

مُصلح، قوم میں سے ہونا چاہیئے

پہلے زمانے میں لوگوں کو راستوں کی سہولت نہیں تھی تو وہ ایسا کرتے تھے کہ ایک استاد کے پاس، ایک شیخ کے پاس ایک پیر کے پاس لوگ آتے اور وہ اس کو دین کے بارے میں پورا سمجھدار بناتا اس کی تربیت مکمل کر کے پھر کہتا کہ تم جاؤ اور لاہور میں بیٹھ جاؤ، یہ جو لاہور میں حضرت علی الھجویری رحمہ اللہ ہیں ان کو اپنے شیخ نے لاہور میں بھیج دیا۔تو اس طرح کسی کو کہیں بٹھا دیا کسی کو کہیں۔تو ان کے ہاتھ پر لوگ مسلمان بھی ہوتے تھے اور کچے مسلمانوں کے اندر پختگی بھی آتی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس طرح کرتے تھے کہ صُفَّہ میں لوگ آتے تھے بیس تیس چالیس آدمی آتے تھے۔ وہ مختلف جگہوں اور علاقوں سے آتے اور وہاں رہ کر دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے پھر وہاں سے جا کر اپنے علاقوں میں کام کرتے اور اس طرف قرآن مجید نے بھی نشاندہی فرمائی ہے ''وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً''(پ ۱۱ س آیة ۱۲۲) یہ تو نہیں ہوسکتا کہ سارے ایمان والے ایک دم نکل جائیں ''فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ'' لِّيَتَفَقَّهُوْا فی الدین''(پ ۱۱ س آیة ۱۲۲) ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ ہر علاقہ سے کچھ لوگ آئیں اور دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں پھر وہ جا کر اپنی قوم کے لوگوں کو سمجھائیں کیونکہ باہر کے آدمی کا پتہ نہیں چلتا کہ تم کیوں آئے ہو؟ کون ہو؟ جو اپنا آدمی ہوتا ہے اس کو لوگ جانتے پہچانتے ہیں کہ ہمارے گھر کا ہے ہمارے علاقہ کا ہے اس کا کردار تمہارے سامنے ہوتا ہے۔ایک آدمی باہر سے آتا ہے بہت اچھی اچھی باتیں کرتا ہے نیا آتا ہے اور زبان کا وہ

تیز ہے اپنے گاؤں یا علاقہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ لوگ اس کو پہچانتے ہیں کہ اس کی ساری زندگی کرپٹ ہے لیکن چونکہ زبان کا تیز ہے جب وہ دوسری جگہ جائے گا تو ٹھیک ٹھاک بزرگ بن جائیگا۔ ایسا ہوتا ہے یا نہیں....؟ ہوتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے انہی کی قوم میں پیدا کیا اور انہوں نے وہاں لوگوں کو تبلیغ کی کیونکہ خود ان کی زندگیاں اس پر شاہد تھی کہ یہ لوگ ٹھیک بول رہے ہیں کیونکہ ان کی پوری پوری زندگی سچائی سے بھری ہوئی تھی گویا ان کی زندگی ہی سچائی تھی اور لوگ ان کو مسیحا سمجھتے تھے اور لوگ کہتے کہ ہماری آپ سے بہت توقعات تھیں کہ آپ ہمارے دین کی خدمت کریں گے اور آپ نے تو آکر ہماری مخالفت ہی شروع کردی یعنی مطلب یہ ہے کہ ان کی زندگی اس پر شاہد تھی گواہ تھی۔ نبی کریم ﷺ باہر سے بھی لوگوں کو بھیجتے تھے دین سکھانے کیلئے لیکن وہ ایسے لوگوں کو بھیجتے کہ سمجھتے تھے کہ یہ دھوکہ نہیں دیگا۔ اور اس پر اعتماد ہوتا تھا۔

ہمارے ہاں تیرہ (علاقہ کا نام) میں انگریز آئے تھے۔ کئی سال تک وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے وعظ کرتے رہے، تبلیغ کرتے رہے اور جب واپس گئے تو پیغام بھیجا کہ نمازوں کو لوٹا لو، اعادہ کرلو، ہم مسلمان نہیں تھے۔ اب ایک آدمی زبان کا تیز ہے صاف بولتا ہے اور آواز اس کی سریلی ہے تو ظاہر ہے کہ لوگ تو اس سے متاثر ہونگے لیکن اندر سے ٹھگ ہے لوگوں سے پیسہ اکٹھا کرکے بھاگ جاتا ہے۔

تو پہلے زمانے میں ایک طریقہ تھا۔ جیسے صُفَّہ میں لوگ جاتے تھے اور علم حاصل کرتے تھے تربیت لیتے اور پھر اپنی قوم میں جاتے اور لوگوں کو حق کی طرف بلاتے اور باطل سے منع کرتے تھے۔ گناہوں سے روکتے تھے ان کو مسائل بھی سکھاتے تھے اور ان کو ترغیب بھی دیتے تھے۔ یہ ایک طریقہ ہے۔

مصنّف اور مؤذّن بھی مبلغ ہیں

مؤذّن اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والا ہے یہ بھی تبلیغ کرتا ہے دعوت دیتا ہے حی علیٰ الصلوٰۃ .... حی علی الفلاح .... کہ آؤ نماز کی طرف اور آؤ فلاح کی طرف۔ ایک آدمی کتاب لکھ رہا ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والا ہے۔

حضرت شیخ زکریا رحمہ اللہ دنیا سے چلے گئے اور ان کی کتابیں دنیا میں ہر جگہ موجود ہیں۔ لوگ ان کی

کتابیں پڑھتے ہیں اور دین بن جاتے ہیں۔ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف آجاتے ہیں جو لوگ پڑھ نہیں سکتے تو کسی سے کتاب سنتے ہیں، حدیث سنتے ہیں یا کوئی آیت کا ترجمہ لکھا ہوا ہے سنتے ہیں اور دین کی طرف آجاتے ہیں۔ تو یہ بھی تبلیغ ہے۔ صوفیاء کا طریقہ یہ تھا کہ ایک آدمی پر محنت کرتے جب ان کو معلوم ہوجاتا کہ یہ آدمی اب کام کرسکتا ہے۔ اس کی اصلاح ہوچکی ہے تو وہ اس کو اجازت دے کر کسی جگہ بٹھا دیتے۔ یہ ویسا ہی ہے جیسے ایک آدمی صُفَّہ میں تیار ہوجاتا تو کسی جگہ اس کو بٹھا دیتے یہ سادہ طریقہ تھا۔

دعوت و تبلیغ کے اصول بھی خانقاہی ہیں

حضرت مولانا الیاس رحمہ اللہ نے جب یہ محسوس فرمایا کہ دنیا ایک ہوگئی ہے تو انہوں نے گویا ایک چلتی پھرتی خانقاہ بنائی۔ اس کے اصول بھی خانقاہی اصول ہیں۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه یہ پہلا خانقاہی اصول ہے کہ انسان کا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو....، علم ہو....، ذکر ہو....، اچھے اخلاق ہوں....، اچھی نیت ہو....، یہی اصول ہیں اور ان چیزوں کو آگے پھیلانا، تو یہ باقاعدہ جماعت کی ترتیب ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی اس طرح کرتا ہے تو وہ تبلیغ ہے۔ اگر اسطرح نہیں کرتا تو وہ تبلیغ نہیں۔ بلکہ جو اس طرح کرے وہ بھی تبلیغ ہی ہوگی۔ تبلیغ اللہ تعالیٰ کی بات کو پہنچانا ہے۔ دعوت اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں کو بلانا ہے۔ اگر ایک آدمی اکیلا ہی جاتا ہے اور ساری دنیا میں پھرتا ہے اکیلا ہی گشت کرتا ہے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اور لوگ اس کا وعظ سنتے ہیں لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف آجاتے ہیں یا جو لوگ ایک جگہ بناتے ہیں اور لوگوں کو وہاں دین سکھاتے ہیں تو وہ بھی تبلیغ ہی کرتے ہیں۔ احکامات پہنچاتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ تعلیم وتعلم ایک شعبہ ہے اگر ایک آدمی نے باقاعدہ مدرسہ میں تعلیم حاصل نہیں کی مسجد کے اندر ہی تعلیم شروع کردی یعنی الگ سے مدرسہ نہیں بنایا تو اب جو اس مسجد سے تعلیم حاصل کرکے فارغ ہوگا وہ عالم ہوگا یا نہیں ہوگا۔ یقیناً ہوگا۔ اسی طرح ایک آدمی نے باقاعدہ خانقاہ نہیں بنائی ہے ایک صوفی ہے وہ لوگوں کی اصلاح کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو تجربہ دیا ہے تو جہاں اصلاح کرتا ہے آپ اس کو خانقاہ کہیں گے یا نہیں۔ ضروری نہیں کہ وہاں خانقاہ ہو اور ایک عمارت ہو مقصد تو یہ ہے کہ لوگوں کی اصلاح ہوجائے تو اس طرح تبلیغ کا مقصد تو یہ ہے کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے پیغامات پہنچائے جائیں اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا جائے۔ اب یہ جس طریقے سے بھی حاصل ہوجائے خواہ مروجہ طریقہ

ہے یا کوئی دوسرا طریقہ ہے۔ یا کل کو کوئی دوسرا طریقہ نکل آئے تو یہ ہوسکتا ہے تو اس سارے کے سارے کو ہم کیا کہیں گے۔ دعوت وتبلیغ کہیں گے۔ بشرطیکہ وہ غلط بات نہ پھیلائیں۔

مشن تبلیغ تو عیسائیوں کی بھی ہے شرک پھیلاتے ہیں، کفر پھیلاتے ہیں، قادیانیوں کی بھی تبلیغ ہے وہ بھی اپنے گمراہ عقائد کی طرف بلاتے ہیں۔ ختم نبوت کے منکر ہیں۔ اس طرح بہت سے لوگ تبلیغ تو کرتے ہیں لیکن وہ کفر وارتداد کی تبلیغ ہوتی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ وہ اسی قرآن مجید کی طرف لوگوں کو بلائے اور اس قرآن مجید کو لوگوں تک پہنچائے خواہ جس طریقے سے ہو اس سے دین پھیلتا ہے۔ اگر یہ پھیلانا نہ ہو یہ پہنچانا نہ ہو تو جو لوگ مسلمان ہوچکے ہیں وہ مسلمان ہونگے اور آگے دین نہیں پھیلے گا اور لوگ مسلمان نہیں ہونگے۔ لوگوں کا اسلام میں داخلہ بند ہوجائے گا۔

تبلیغ زبان اور عمل دونوں سے ہونی چاہیئے

تبلیغ دو قسم کی ہوتی ہیں ایک قسم تو یہ ہے کہ زبان، تحریر، تقریر یا کسی اور ذریعے سے ہو۔ دوسری قسم یہ ہے کہ تبلیغ عمل سے ہو۔ انسان کا عمل خود ایک تبلیغ ہے۔ لوگ اس کو دیکھ کر کہیں کہ میں اس طرح بن جاؤں۔ ہمیشہ یاد رکھیں دین داروں میں جب خرابی آتی ہے تو اس کو لوگ دین کی طرف منسوب کرتے ہیں یاد رہے کہ بے دینی ہمیشہ دینداروں کی بے دینی سے پھیلتی ہے۔ جب وہ اچھی اچھی باتیں کریں میٹھی میٹھی باتیں کریں اور دل اس کا بھیڑیا ہو " اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰی مِنَ الشُّکْر " زبان شیریں ہو چینی سے زیادہ میٹھی " وَقُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الذِّیَاب " اور ان کے دل بھیڑیا ہوتے ہیں۔ تو دینداروں کی بے دینی سے بے دینی پھیلتی ہے۔ جہاں ایک طرف کفر ہو اور دوسری طرف مسلمان ہوں تو لوگ مسلمان ہوتے جائیں گے لیکن اگر سارے مسلمان ہوں اور وہ مسلمان بے دین ہوں دیندار نہ ہوں تو وہ اور لوگوں کا روستہ روک لیں گے وہاں مسلمان نہیں ہونگے۔ تو امتِ مسلمہ گواہِ امت ہے وہ اپنی زبان سے اور اپنے عمل سے لوگوں کو گواہی دیں گے صرف زبان سے نہیں عمل سے بھی گواہی دیں گے جو کہے وہ خود بھی کرے۔ یہ نہیں کہ کہنے کی بات اور ہو اور کرنے کی بات اور ہو۔ تو بہر حال یہاں یہ بتانا مقصود تھا کہ تبلیغ ایک مستقل شعبہ ہے اور یہ ضروری ہے۔

چاہے جس انداز سے ہو ترتیب سے ہو یہ ضروری ہے۔ نماز فرض ہے جس مسجد میں پڑھ لے ہو

جائے گی۔ مخصوص مسجد فرض نہیں ہے کہ اس مسجد میں تو ہوجائے گی لیکن دوسری میں نہیں ہوگی۔ بہر حال اس دور میں یہ تبلیغی جماعت ہے اس کا بہت فیض پھیل رہا ہے اللہ تعالیٰ اس کو قائم دائم رکھے (آمین)۔ اس طرح اور لوگ بھی تبلیغ کا کام کرتے ہیں ہم جو کرتے ہیں کیا کرتے ہیں تبلیغ ہی کرتے ہیں آپ جو یہاں (کربوغہ شریف) آئے ہیں خود آئے ہیں یا کسی نے بتایا تو یہ بھی تبلیغ ہے یہاں کیا سکھایا جاتا ہے یہ سکھایا جاتا ہے کہ ہمارے ایمان ٹھیک ہوجائیں ....، اعمال ٹھیک ہوجائیں ....، ہمارے اخلاق ٹھیک ہوجائیں ....، ہم خدمت کرنے والے بن جائیں ....، ہم لوگوں کے حقوق ادا کرنے والے بن جائیں ....، ہم لوگوں کو امن دینے والے بن جائیں ....، ہمارے ہاتھ پاؤں سے لوگوں کو تکلیف وضرر نہ پہنچے۔

دین کا چوتھا شعبہ جہاد

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِO

فَلْیُقَاتِلْ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یشرونَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَۃِط وَمَنْ یُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیُقْتَلْ اَوْ یَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًاO (سورۃ النسآء پارہ نمبر ۵ آیت نمبر ۷۴)

دین کا چھوتھا شعبہ جہاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیئے لڑنا اور حق کے راستہ میں جو جو رکاوٹیں آئیں ان کو دور کرنے کو جہاد کہتے ہیں۔ اور یہ دین اسلام کی حفاظت کا ذریعہ بھی ہے۔

نفس کے ساتھ جہاد

جہاد انسان کے اندر سے شروع ہوتا ہے جو آدمی اپنے نفس سے نہیں لڑسکتا وہ دشمن سے لڑے گا تو وہ خدا کیلئے نہیں اپنے نفس کیلئے لڑے گا۔ لڑنا شروع ہوجاتا ہے کہاں سے .... ؟ دل کے مجاہدہ سے ....۔ دل سے لڑنا کیا ہے ....، نفس کہتا ہے ....، کہ برائی کرو عقل کہتی ہے کہ برائی مت کرو۔ وہ تم کو برائی پر ڈالنا چاہتا ہے تم اس سے لڑ کر اس کو اچھائی پر ڈالتے ہو یہ کیا ہے؟ کُشتی ہے یہ کُشتی تمہاری نفس کے ساتھ شروع ہے۔

یہ کُشتی ہے عمر بھر کی کبھی تو دبا لے کبھی وہ دبا لے

نفس کے ساتھ تمہاری کُشتی ہے کبھی وہ دبا لے گا کبھی تم اس کو دبا لوگے لڑائی ہے لڑائی میں تو ایسا ہوتا ہے۔

ظاہری دشمن کفار کے ساتھ جہاد

"اَلْحَرْبُ سِجَال"" (یعنی لڑائی کا پانسہ پلٹتا رہتا ہے) تو نفس کے ساتھ لڑنا یہ بھی مجاہدہ ہے نفس تمہیں دین کی راہ سے ہٹاتا تھا، نیکی سے روکتا تھا، جب تم نے نفس کا مقابلہ کیا اور نفس کو ہٹایا تو نیکی کے راستے پر چل پڑے اب جو ظاہری دشمن ہوتا ہے وہ تمہارے دین کے راستہ پر رکاوٹ ڈالتا ہے۔ مدارس بند کر دو، دشمن یہی کہتے ہیں۔ تبلیغی جماعتیں بند کر دو....اور دشمن مسلمانوں پر یلغار کرتے ہیں، مسلمانوں کو دباتے ہیں تا کہ لوگ مسلمانوں سے متنفر ہو جائیں۔ اب اس طرح ہر رکاوٹ کو دور کر کے کفر کے ساتھ لڑنا کہ وہ رکاوٹ دور ہو جائے اور لوگوں کو امن پہنچے، راحت پہنچے، رحم پہنچے، عدل پہنچے۔ امن، رحم اور عدل کے راستے کو ہموار کرنا: یعنی اس میں جو رکاوٹیں ہیں ان کو دور کرنا تو باطنی دشمن سے بھی لڑنا ہے یعنی نفس کیساتھ اور جب بھی لڑائی باہر آتی ہے تو جو لوگ نفس کے پرستار ہیں نفس پرست ہیں شیطان پرست ہیں ان سے بھی لڑنا ہے۔ تو اندر کے شیطان سے بھی لڑنا ہے اور باہر کے شیطان سے بھی لڑنا ہے۔ جہاد کسی ملک کے لیئے نہیں ہوتا کسی قوم کے لیئے نہیں ہوتا یہ جنگ اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لیئے لڑی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دین کو بلند کرنے کے لیئے۔ اللہ تعالیٰ کا دین سراسر رحم اور عدل پر مبنی ہے جو چیز رحم اور عدل کے منافی ہے وہ دین نہیں ہے، ہاں البتہ سمجھ کی خرابی ہوتی ہے۔ جیسے (نام نہاد) حقوقِ انسانی والے کہتے ہیں کہ اگر ایک آدمی نے سینکڑوں قتل کیے ہیں اور وہ جیل میں پہنچ جائے تو اس کو پھانسی مت دو کیونکہ یہ حقوقِ انسانی کے منافی ہے اب یہ سمجھ کا فرق ہے اب وہ سینکڑوں آدمیوں کے قاتل کو معاف کرتے ہیں۔ اس سے قتل وغارت کم ہوگی یا زیادہ....؟۔ زیادہ ہوگی.....۔ تو یہ انسانوں پر مہربانی ہے یا انسانوں کی بربادی ہے۔ تنظیم "حقوقِ انسانی" اس کا نام تو ہے لیکن یہ "بربادیٔ حقوقِ انسانی" ہے، یہ کون سی تنظیم ہے؟ "تنظیمِ بربادیٔ انسان" دو سو آدمیوں کے قاتل کو اسی لیئے پھانسی نہیں دی جاتی کہ یہ حقوق انسانی کے منافی ہے اور جہاں عورت کو کہا جائے کہ تم گھر کے اندر رہو، تا کہ تمہاری عزت محفوظ رہے اور تمہاری وجہ سے اور لوگ بدمعاشی میں اور فحاشی میں مبتلا نہ ہوں تو یہ بات آزادی کے منافی ہے لیکن اگر کوئی عورت خود دوپٹہ اوڑھ لے اور اپنی عزت محفوظ کرے حیادار بن جائے اور اس پر کوئی جبر کرے کہ تم

دوپٹہ نہیں اوڑھو گی تو اس شخص کے خلاف یہ حقوقِ انسانی والے نہیں اٹھتے کہ تم آزادی میں خلل ڈالتے ہو۔ اگر وہاں آزادی ہے کوئی دوپٹہ برقع پہننا چاہے تو یہ کہتے ہیں کہ یہ پابندی قبول نہیں ہے تو جو عورت دوپٹہ خود رکھنا چاہے اس سے دوپٹہ جبراً کیوں چھینتے ہیں، کیا یہ آزادی کے مخالف نہیں ہے....؟ تو معلوم ہوا کہ یہ حقوقِ انسانی نہیں ہے یہ بے حیائی پھیلانے کا ایک طریقہ ہے۔ حقوقِ انسانی کی تنظیم بے حیائی پھیلانے، دہشت گردی پھیلانے اور عقائد کو بربادی کی طرف لیجانے والی ایک تنظیم ہے۔ نام بظاہر بڑا اچھا رکھا ہے۔

ظاہر ہے کہ زہر لوگ جب دیں گے تو پاخانہ میں دیں گے یا دودھ میں دیں گے....؟ دودھ میں دیں گے یا پھر شہد میں دیں گے....۔ تو یہ لوگ اچھے ناموں سے لوگوں کو دھوکے میں ڈالتے ہیں ایک آدھ کام اچھا کر لیتے ہیں باقی کیا ہوتا ہے؟ سارا گند ہوتا ہے۔ جس طرح ایک آدمی تھوڑا سا شہد پاخانہ کے اوپر رکھ کر پاخانہ فروخت کرے شہد کی قیمت پر، یہ بھی ہمیں پاخانہ دیتے ہیں کس نام سے "حقوقِ انسانی" کے نام سے۔ میں کہتا ہوں کہ سمجھ کا فرق ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ جو قتل کرے اس کو قتل کی سزا دی جائے تا کہ باقی لوگ بچ جائیں اس میں پوری انسانیت کیلئے حیات ہے۔

سعودی عرب میں ہمارے ایک چچا زاد بھائی نے وقت لگایا ہے۔ کیا وہاں ڈاکے ہوتے ہیں....؟ وہاں چوری ہوتی ہے....؟ تو کہتے ہیں کہ وہاں ایک کا ہاتھ کاٹا گیا تو سینکڑوں ہاتھ کٹنے سے بچ گئے اور لوگ مرنے سے بھی بچ گئے۔ یہ کہتے ہیں اسلام دہشت گردی پھیلاتا ہے۔ یہاں پاکستان میں چوریاں بھی ہوتی ہیں ڈکیتی بھی ہوتی ہے وجہ یہ ہے کہ یہاں اسلامی قانون نہیں ہے۔ جبکہ سعودی عرب میں ایک قانون نافذ کیا تو سب گڑبڑ ختم۔ اب یہ شیطانی تنظیمیں وہاں بھی گڑبڑ پیدا کرنا چاہتی ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ جہاد عدل، رحم اور امن پھیلانے کا ذریعہ ہے ہاں البتہ جو جہاد کے نام پر جہاد کو بدنام کرنا چاہتے ہیں ہم اس کے حق میں نہیں ہیں۔ جہاد کے اپنے اصول ہیں۔ جیسے نماز کے اصول اور کچھ شرائط ہیں وضو ہو، وقت ہو، امام کی اقتداء میں نماز ادا کی جائے، اسی طرح جہاد کے لیئے بھی کچھ شرائط اور اصول ہیں اگر ان کے مطابق نہیں ہوگا تو وہ جہاد نہیں ہوگا ویسے لڑتے تو تمام لوگ ہیں اس کو جہاد تو نہیں کہیں گے۔

مولانا مکی صاحب سے صحافی کا سوال

ایک بار حرم شریف کے ایک واعظ غالباً مولانا محمد مکی دامت برکاتہم سے ایک صحافی نے سوال کیا کہ آپ بچوں کو قرآن شریف پڑھاتے ہو، اس میں سورۃ الانفال ہے سورۃ توبہ ہے ان سورتوں میں جہاد کا بیان ہے، تو اس سے تمہارے بچے دہشت گرد نہیں بن جائیں گے....؟

مولانا مکی کا الزامی و تحقیقی جواب

انہوں نے جو جواب دیا وہ عجیب تھا لیکن میں اس کا مفہوم اور خلاصہ بیان کرونگا۔ انہوں نے اس کو کہا کہ ایسا کرو کہ تم میری ایک بات کا جواب دے دو، پھر کہا کہ فلاں زمانے میں بخت نصر نے اتنے لاکھ یہودیوں کو قتل کیا اور بیت المقدس کو گرادیا، گھروں کو اُجاڑ دیا اور ہزاروں لوگوں کو جیل میں ڈال دیا پھر ہلاکو خان اور چنگیز خان نے لاکھوں لوگوں کے بغیر کسی جرم سر قلم کیے، ان کا کوئی جرم نہیں تھا اور سروں کا ڈھیر لگا دیا پھر جنگ عظیم میں اتنے کروڑ لوگ تہہِ تیغ ہو گئے دوسری جنگ عظیم میں صرف روس کے کروڑوں لوگ مارے گئے اور امریکا نے جاپان پر ایٹم بم گرایا، لاکھوں لوگ وہاں مر گئے۔ تو سوال یہ پوچھا کہ ہٹلر نے ہلاکو خان نے بخت نصر اور دیگر ''اس طرح کے بہت سے لوگوں کے نام گنوا دیئے'' کہ انہوں نے اربوں لوگوں کو بلا وجہ ہلاک کر ڈالا تو انہوں نے کون سی کتاب پڑھی تھی مجھے جواب دو....؟ کیا انہوں نے قرآن پڑھا تھا....؟ جنہوں نے قرآن پڑھا ان میں سے کسی کا نام بتاؤ کہ اس نے ایسا کیا ہو....؟ صحافی کا منہ لٹک سا گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں (جہاد میں) مسلمانوں اور کفار کو ملا کر ہزار تک اموات نہیں ہوئی تھیں کہ پوری دنیا میں انقلاب آ گیا اور تم نے اتنے اربوں لوگوں کو ہلاک کیا گھروں کو اجاڑا تم نے کیا انقلاب لایا....؟ تو معلوم ہوا کہ قرآن مجید نے لوگوں کو سلیقہ سکھایا ہے، ادب سکھایا ہے، رحم اور امن سکھایا اس لیئے قرآن والوں نے کبھی ظلم برپا نہیں کیا اس نے صرف ظالم کو نشانہ بنایا ہے اور تم نے جو کتاب پڑھی ہے اس نے تمام لوگوں کو نشانہ بنایا ہے۔ آپ دیکھیں کہ امریکا اور اس کے پرستار اس کے ماننے والے کن لوگوں کو نشانہ بناتے ہیں....؟ عام لوگوں کو، لاچار لوگوں کو نشانہ بناتے ہیں۔ پھر جب اس کو مارتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے دہشت گرد کو مار دیا۔

ایک جگہ کوئی فقیر جاتا ہے بستر اُٹھایا ہوا۔ تبلیغ کیلیئے جا رہا ہے تو جب اس کو شہید کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں دیکھو اس کے پاس بم تھے اس لیئے ہم نے اس کو شہید کیا۔ تمام دنیا جو آپس میں لڑتی ہے اس کو کون لڑواتا ہے....؟ امریکا لڑواتا ہے....۔ تو مسلمانوں کا جہاد دنیا میں امن قائم کرنے کے لیئے ہوتا ہے، رحم و عدل قائم کرنے کے لیئے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے حکم کو بلند کرنے کے لیئے ہوتا ہے۔

پاکستان کو غیر مستحکم نہ کرو

یاد رکھیں کہ ہم پاکستان میں رہتے ہیں۔ اس میں اگر برے لوگ ہیں تو اچھے لوگ بھی ہیں بلکہ ہر ادارے میں اچھے لوگ بھی ہیں۔ تو اسلام اگر نافذ ہوگا تو اس کے لیئے جگہ کی بھی ضرورت ہے اسلام کوئی ایسی چیز تو ہے نہیں کہ وہ خود ہوا میں معلق ہو۔ اسلام تو لوگوں پر نافذ ہوگا اگر تم لوگوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہو....، سرحد والوں کو الگ کرتے ہو....، پنجاب کو الگ کرتے ہو....، بلوچستان کو الگ ....تو تم یہودیوں کے لیئے مضبوط ہو جاؤ گے یا کمزور....؟۔ کمزور....۔ تو پھر اسلام کہاں نافذ کرو گے....؟ اسلام کے لیئے کوئی جگہ تو ہونی چاہیئے۔ ہم نے تو دنیا کو جوڑنا ہے نہ کہ توڑنا ہے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ ہندوستان بھی ہمارا ہو جائے۔ اس میں بھی اسلام نافذ کریں یہ نہیں کہ اکیلے اکیلے دو دو گروپ بن جائیں اور ایک کہے کہ یہ ہمارا اسلام ہے اور دوسرا کہے یہ ہمارا اسلام ہے۔ تو اس طرح کفار کے منصوبوں کو پورا کرتے ہیں۔ پاکستان کے استحکام کی فکر بھی کریں۔ اس کو غیر محفوظ اور غیر مستحکم نہ بنائیں۔ ایسے کام نہ کریں جس کی وجہ سے پاکستان کمزور ہو جائے۔ کمزوری سے فائدہ کون اٹھائے گا....؟ کفر اٹھائیگا....۔ ہندوستان اٹھائے گا....۔

امریکا افغانستان کے لیئے نہیں آیا افغانستان میں تو بیچارہ پھنس گیا دراصل وہ چاہتا ہے کہ پاکستان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ اب دیکھو کہ تبلیغی جماعتیں جتنا چلتی ہیں اور اتنے زیادہ مدارس ہیں اور کہیں اتنا کام ہے....؟ یہ غنیمت ہے....۔ ایسی کوئی کاروائی نہیں ہونی چاہیئے کہ جس کی وجہ سے پاکستان کو نقصان پہنچے۔ ہاں جو پاکستان کے اندر برے لوگ ہیں ان کو زبان سے بھی اور ہر طرح سے سمجھانا چاہیئے کہ ہم تمہارے حق میں نہیں ہیں اور کوشش کریں کہ برے لوگ پیچھے ہو جائیں اور اچھے لوگ آگے آ جائیں۔ ایک جرنیل برا آیا تھا تمام فوج کو داؤ پر لگا دیا۔ ایک امریکہ کا پٹھو آیا تھا اور اس نے پوری فوج کو داؤ پر لگا دیا۔ اگر اس کے بجائے کوئی اچھا

فوجی آتا ہے تو وہ سب کا قبلہ ٹھیک کریگا۔ تو بہرحال میں عرض کر رہا تھا کہ سب کاموں کو جو دینی کام ہیں کرنا چاہیئے لیکن اس کے لیئے ایک طریقہ بھی ہونا چاہیئے ایسا طریقہ اختیار کریں کہ جس سے اسلام کو نقصان نہ پہنچے اور مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچے۔ ایسا طریقہ اختیار نہ کریں کہ جس سے کفر کو فائدہ پہنچے اور مجاہدین بدنام ہوں.... جہاد بدنام ہو.....ایسی کوئی کاروائی نہیں ہونی چاہیئے کہ جس سے اسلام لوگوں کی نظر میں وحشی نظر آئے۔

جہاد میں اصولِ جہاد کو سامنے رکھنا چاہیئے

بہرحال جہاد کے اپنے اصول ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی چیزوں سے منع فرمایا دیکھو کفار ہماری ناکوں کو کاٹتے تھے خود نبی کریم ﷺ کے چچا کے ناک کو کاٹا گیا.....، کان کو کاٹے گے....، تمام اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔ یہ تو کفار کی عادت ہے۔ اگر اس کے مقابلہ میں ہم بھی اس طرح کریں تو ہم نے کفار کا کام کیا یا مسلمانوں کا....؟ عین لڑائی کے وقت نبی کریم ﷺ نے مُثلہ سے منع فرمایا، بس مرگیا مرگیا مرنے کے بعد اپنا زور اس پر ختم کرنا یہ کمزور اور بے بس لوگوں کا کام ہے۔

یہی شخص جس نے نبی کریم ﷺ کے محبوب چچا کے اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہار بنایا تھا جب مسلمان ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو معاف فرمادیا، وہ مسلمان ہوا، بس اتنا کہہ دیا کہ میرے سامنے زیادہ نہ آیا کرو کہ پھر مجھے اپنا چچا یاد آئے گا۔ اور کچھ نہیں کہا۔ (سبحان اللہ)

اسلام تو ہمیں ایسے راستے پر لگاتا ہے کہ جہاں رحم عدل اور مروت کے سوا اور کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ سراسر رحم ہے سراسر عدل ہے۔ بہرحال اسلام میں جہاد ایک ایسا حکم ہے کہ اس کا انکار کرنا واضح کفر ہے اس کو حیلوں اور بہانوں سے ختم کرنا یہ مسلمانوں کا کام نہیں ہے۔ جہاد کو ہم فرض کہتے ہیں "کُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَال" جو اس کا انکار کرے گا وہ کافر ہے۔ ہاں البتہ اس بات میں اختلاف ہوسکتا ہے کہ یہ وقت لڑنے کا ہے یا نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ خود بھی کسی قوم سے لڑتے، کسی سے صلح کرتے، کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آتا کہ صبر کرو ابھی لڑنے کا وقت نہیں ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اپنی قوت کا اندازہ کرنا یا وقت کا تقاضا کرنا یا جو جنگی اصول ہیں ان کا خیال رکھنا لیکن جہاد بنفسہ فرض ہے، اس سے محبت نہ کرنا نفاق کی نشانی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے تھے "لَوَدِدتُّ اَنی اُقْتَل فِي سَبِيْلِ اللّٰه ثُمَ اُقْتَلُ ثُم اُحيٰ ثم اُقْتَل" (بخاری جلد

اول كتاب الجهاد ، باب تمنى الشهادة) " میرا دل چاہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑوں اور شہید ہو جاؤں....، پھر زندہ کیا جاؤں....، پھر میں شہید ہو جاؤں....، بار بار کہا۔ تو چوتھا شعبہ کیا ہے....؟ جہاد۔ جہاد رکاوٹوں کو دور کرتا ہے اور مسلمانوں کی اس سے حفاظت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام تبلیغ سے نہیں ہوتا۔ ہر چیز کا اپنا ایک فائدہ ہے۔ تو یہ چار شعبے ہو گئے۔

دین کو کسی ایک شعبے میں منحصر نہ سمجھو

یہ پورا دین ہے جب پورا دین تمہارے سامنے ہوگا تو تمہارے لیئے دین پر چلنا آسان ہوگا۔ ایسا نہ ہو کہ صرف دو ٹماٹر سامنے رکھو اور کہو کہ یہ پوری دکان ہے یہ ٹماٹر بھی ہیں اور آلو بھی یہی ہیں اور بینگن بھی یہی ہیں۔ حالانکہ وہ صرف ٹماٹر ہیں۔

ایک پڑیا میں پورا دواخانہ

ہم جب چھوٹے تھے تو میلے میں جاتے تھے، میلے میں ایک مداری آتا تھا، اس کے پاس ایک چھوٹا ساڈھول تھا، وہ اس کو بجاتا تھا ہم اکٹھے ہو جاتے تو وہ سانپ نکالتا اور اس کو پش!!! پش!!!! کرتا۔ جب لوگ جمع ہو جاتے تو پھر وہ دوائی فروخت کرتا تھا ایک پڑیا دیتا اور کہتا کہ سر میں درد ہو، دانت میں درد ہو، پیٹ میں درد ہو، جوڑوں میں درد ہو، آنکھوں میں کمزوری ہو، قوت باہ کی کمی ہو، تمام بیماریاں گنوا کر کہتا کہ یہ دوائی ان تمام بیماریوں کا علاج ہے ہم خوش ہوتے کہ ایک ہی چیز لے لو اور پوری دکان گھر میں آگئی اور کسی دوائی کی ضرورت نہیں۔ پھر کہتا کہ اس کی اصل قیمت تو ہے دس روپے فی پڑی لیکن آپ کے لیئے دس پڑی کی قیمت ہے ایک روپیہ....ایک روپیہ....ایک روپیہ.....!!۔

ہم لوگ بھی آج یہی کہتے ہیں کہ جو جس کام میں لگا ہے وہ پورا دین ہے۔ نہیں پورے دین میں جہاد ہے، تبلیغ ہے، تعلیم وتعلم ہے، تزکیہ واصلاح ہے۔ معاملات کی صفائی ہے۔ حقوق کی ادائیگی ہے۔ لوگوں کی خدمت ہے اور اس طرح پورا ایک نظام ہے۔

درس نمبر۳

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ و عمل صالحا وقال اننی من المسلمین
(پارہ ۲۴سورۃ حمٓ سجدہ آیۃ ۳۳)

چار شعبوں میں سے کسی ایک شعبہ کا مطلقاً انکار کفر ہے

دین کے احیاء، نشر و اشاعت، دین کو سیکھنے اور دین کی بقاء کیلئے یہ چار شعبے بڑے اہم ہیں۔ البتہ ان کی ذیلی شاخیں بہت سی ہیں۔ مثلاً مفتیان، مناظرین اور مصنفین اور قضاۃ (جج) وغیرہ سارے اس میں آ جاتے ہیں۔ اسی طرح جہاد کے آگے الگ مبادی ہیں اس کی ذیلی شاخیں ہیں۔ لیکن بنیادی چیزیں یہی چار ہیں۔ ان چار شعبوں میں سے کسی ایک شعبے کا انکار کفر ہے۔

دین کا علم حاصل کرنا فرض ہے

اگر کوئی کہے کہ دین کا علم فرض نہیں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ دین کا انکار کر رہا ہے۔ اگر علم فرض نہیں ہے تو دین کیسے سیکھیں گے اور اس طرح قرآن مجید کی بہت سی آیات کا انکار ہوگا۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنا ٹھیک نہیں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ٹھیک نہیں ہے اس کی ضرورت نہیں یعنی وہ مطلقاً اس شعبے کا انکار کرے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو بلکہ وہ کسی ایک جماعت کا انکار کرے اور اس کو کافر کہو یہ صحیح نہیں۔

نفسِ تبلیغ فرض ہے

نفس تبلیغ ہر آدمی پر اپنی استطاعت کے مطابق فرض ہے۔ مثلاً ایک آدمی کے سامنے کوئی غلط کام کرتا ہے اب وہ اگر کرنے والے کو منع کر دے تو اس نے اپنا نفس تبلیغ کا فرض پورا کیا۔ یا یہ وہاں سے اٹھ جائے یعنی دل سے متنفر ہوا اس نے بھی تبلیغ کی کیونکہ اس نے عمل سے دکھایا کہ میں تمہارے کام کے ساتھ متفق نہیں یا کم سے کم اگر اس مجلس سے اٹھ نہیں سکتا تو اندر سے فکرمند ہو کہ لوگ اس کے چہرے پر پریشانی کو محسوس کریں

کہ دل سے اس کو یہ کام ناگوار گزر رہا ہے۔ بہرحال تبلیغ کو وہ فرض مانے۔ ہاں تبلیغ کا کوئی مخصوص طریقہ فرض نہیں جس طریقہ سے بھی کوئی تبلیغ کرے وہ مبلغ ہے۔

نفسِ جہاد کا انکار کفر ہے

اسی طرح جہاد کا انکار کفر ہے جہاد کا مطلب یہ نہیں کہ کسی ایک جماعت یا تنظیم کا انکار کرے کہ اگر فلاں جماعت میں شمولیت اختیار نہ کی جائے تو کفر ہے بلکہ نفسِ جہاد کا انکار کرنا کفر ہے۔ جہاد کے بھی مختلف طریقے ہیں ٹینکوں سے بھی جہاد ہے۔ میزائل سے جہاد ہے۔ توپوں سے ہوتا ہے۔ کوئی موقع ایسا ہوگا کہ چاقو سے جہاد ہوگا۔ تو جہاد کا طریقہ ایک نہیں ہے۔

مثلاً افغانستان پر جب روس نے چڑھائی کی تو اس وقت لوگوں نے روس کے خلاف ابتدائی دنوں کی لڑائی میں کلہاڑیاں اٹھا کر لڑائی کی اور ایک بوتل میں پٹرول یا مٹی کا تیل ڈال کر بوتل بم بنائے تھے اس خودکار بم سے روس حیرت زدہ تھا کہ یہ عجیب خودکار بم ہے۔

حصولِ علم کیلئے رسمی طریقہ تعلیم فرض نہیں

اسی طرح عالم ہونے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ اگر کسی مدرسے سے تعلیم حاصل کرے تو وہ عالم ہوگا اور اگر کسی نے باہر تعلیم حاصل کی کسی مسجد کے امام سے تو وہ عالم نہیں ہوگا ایسا نہیں ہے۔ بلکہ پہلے زمانے میں اس طرح منظّم مدارس نہیں ہوا کرتے تھے بلکہ دور کسی علاقہ میں کوئی نحو کا عالم مشہور ہوتا ’’نحوی ملاّ‘‘ تو اس کے پاس لوگ کافیہ اور شرح جامی پڑھنے جاتے تھے۔ فلاں جگہ ادب پڑھایا جاتا ہے۔ بہت بہترین عالم ہے اور طلباء اپنا کھانے پینے کا بندوبست خود کرتے تھے کوئی چندہ مہم نہیں تھا اب تو الحمدللہ کسی مدرسے میں جاؤ آپ کو تمام فنون اور علوم ایک جگہ پڑھنے کو مل جاتے ہیں۔ پہلے ایسا نہیں تھا پہلے لوگ ہر فن کیلئے الگ الگ سفر کرتے اور اس طرح ان کو بیس تیس سال لگ جاتے پھر وہ جا کر عالم بنتے تھے۔

لیکن اس وقت کا عالم پکّا عالم بنتا تھا ہماری طرح کچّا عالم نہیں۔ آجکل ہر چیز ’’برائلر‘‘ ہے پہلے زمانے میں پانچ چھ ماہ میں مرغی بڑی ہوتی تھی لیکن پکّی اور مزیدار مرغی ہوتی تھی۔ اب چالیس دن کا برائلر ہوتا ہے جو خود بھی نہیں چل سکتا اس میں قوت نہیں ہوتی وہ تم کو کیسے چلائے گا....؟ آجکل تو ہر چیز ’’کار بائیٹ‘‘ سے بنتی ہے۔

آج کل کے صوفی بھی کار بائیٹ سے بنتے ہیں پہلے زمانے کے پکےّ عالم اور پکے صوفی ہوتے تھے ہر چیز پکی تھی۔

الغرض علم کا جو بھی طریقہ اختیار کرے آپ یہ نہ کہیں کہ تم نے مدرسہ میں نہیں پڑھا تم نے وفاق کی سند حاصل نہیں کی لہذا تم عالم نہیں ہو پرانے لوگوں کے پاس سند بھی نہیں تھی ان کا علم اور عمل خود ہی ایک سند تھا۔آجکل ڈگریاں ہیں لیکن علم نہیں۔

نماز کا عملی طریقہ سیکھنا فرض ہے

علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اسکا مطلب یہ نہیں کہ ہر مسلمان پر درس نظامی فرض ہے۔ اس کا مطلب ہے جو ضروری چیزیں ہیں جیسے نماز فرض ہے اور اس کا علم فرض ہے۔ یعنی اس کا طریقہ تم کو معلوم ہو ”صلّو کمارأیتمونی اُصلّی“ اس طرح ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں اس طرح رکوع ہوگا اس میں اتنے سجدے ہوں گے کیا پڑھنا ہے یہی عملی طریقہ سیکھنا فرض ہے۔ یہ نہیں کہ ہم کہیں کہ اس میں فرض کیا ہیں واجبات کیا ہیں اس کا سیکھنا فرض ہے یہ بات بھی حق نہیں کیونکہ صحابہ ءکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں یہ ترتیب نہیں تھی کہ نماز میں کتنے فرض ہیں کتنے واجب ہیں یہ تو بعد میں فقہاء نے ترتیب دی ہے کیونکہ انہوں نے جب دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کو نہیں چھوڑا، یا قرآن پاک میں اس کا بیان ہے۔

تو سب چیزوں کو دلائل کے ذریعے نکال کر ترتیب دے دی۔ یہ ساری چیزیں قرآن مجید میں ہیں، حدیث میں ہیں، فقہاء نے ان کو ترتیب دی ہے۔

آدمی جب نبی کریم صلی اللہ وآلہ وسلم کے طریقے پر نماز پڑھے گا تو اس میں سب چیزیں آگئیں فرائض بھی آگئے واجبات بھی اور سنن بھی آگئیں۔ اسی طرح اگر تم کو روزے کی تفصیلات کا علم نہیں صرف اتنا معلوم ہے کہ اس وقت سے لیکر اس وقت تک روزہ ہوتا ہے اور نیت ہونی چاہیئے بس یہ روزہ ہے۔ ضروری علم آسان ہے جو کام مسلمان کرتے ہیں وہ آپ کر لیں تو خود بخود آپ سیکھ لیں گے۔

عالم، مفتی، قاضی بننا فرضِ کفایہ ہے

زیادہ علم حاصل کرنا فرضِ کفایہ ہے اگر زیادہ علم نہ ہو تو تھوڑا علم خود بخود ختم ہو جائے گا اگر یونیورسٹی نہ ہو تو اسکول ختم ہو جائیں گے اگر سولہویں جماعت نہ ہو تو بارہویں جماعت خود بخود ختم ہو جائے گی۔ اسی طرح

اگر دسویں جماعت نہ ہو تو پانچویں خود ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ پانچویں چھٹی کون پڑھاتا ہے جو دس پڑھ چکا ہو۔ یعنی پڑھانے کیلئے کچھ شرائط ہوتی ہیں کچھ پڑھا ہونا ضروری ہے۔

تو میں عرض کر رہا ہوں زیادہ علم حاصل کرنا فرض کفایہ ہے، قوم میں مفتی، قاضی اور بڑے بڑے علماء ہوں تاکہ وہ لوگوں کو دین سکھائیں اس لئے فرض کفایہ ہے۔ عام لوگوں پر اتنا علم فرض ہے کہ جس سے عمل صحیح ہو جائیں۔ تجارت کے موٹے موٹے مسائل سیکھ لے وہ جو کام کرتا ہے اس کا ضروری علم حاصل کرے تاکہ سنت طریقے کے مطابق ہو جائے۔

تعلیم وتعلّم کے بارے میں ارشادات ربانی

ہر ایک شعبے کے بارے میں اتنی آیات واحادیث ہیں کہ اگر کوئی آدمی کسی ایک شعبے کا انکار کرے اللہ بچائے.... یہ گویا دین کا انکار ہے قرآن کا انکار ہے۔

مثلاً علم کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء“ (پارہ ۲۲ سورۃ فاطر آیت نمبر ۲۸)

دوسری جگہ فرماتے ہیں ”ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون“ (پارہ ۲۳ سورۃ الزمر آیت ۹) اسی طرح کئی آیات ہیں اور احادیث ہیں عالم عام لوگوں میں اسطرح ہے جس طرح چاند اور فرمایا کہ علم ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے ”طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم“ (مسلم) کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے لفظ ”مسلم“ جنس عام ہے خواہ مرد ہو یا خواتین ہر ایک کو علم حاصل کرنا فرض ہے۔

دعوت وتبلیغ سے متعلق آیات قرآنی

تبلیغ کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”وذکر فان الذکری تنفع المؤمنین“ (پارہ ۲۷ سورۃ الذاریٰت آیۃ ۵۵)

ترجمہ: نصیحت کرو، نصیحت ایمان والوں کو فائدہ دیتی ہے۔

”ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین“ (پارہ ۲۴ سورۃ حمٓ السجدۃ آیۃ ۳۳)۔

اس سے اچھی بات کس کی ہوسکتی ہے جو اللہ کی طرف لوگوں کو بلائے اور اچھا عمل کرے یعنی زبان سے بھی تبلیغ کرے اور عمل سے بھی تبلیغ کرے ایسا نہ ہو کہ زبان پر تبلیغ تبلیغ ہو اور عمل کچھ نہ ہو۔" وقال اننی من المسلمین"۔ "اور وہ کہتا ہے کہ میں بھی ایک مسلمان ہوں"۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں" کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تومنون باللہ" (پارہ۴سورۃ اٰل عمران آیۃ۱۱۰)

تم بہترین اُمتّ ہو تم (قوموں کیلئے) لوگوں کیلئے منتخب ہو گئے ہو، یعنی اور اُمتّیں بھی منتخب تھیں یہ نہیں کہ تمہارے سُرخاب کے پر ہیں پہلے اور اُمتّیں تھیں وہ منتخب تھیں اب ان کا دور چلا گیا بنی اسرائیل کا دور ختم تم اہل قرآن، قرآن مجید کے ماننے والے، حدیث کے ماننے والے یہ اب تمہارا کام ہے تم امر بالمعروف کرو۔ امر بالمعروف ترغیب سے لیکر لاٹھی تک بات جاتی ہے۔ اصل تو امر ہے "تامرون"، لیکن آجکل حکم کس کو دے سکتے ہیں اس لئے ترغیب سے بات چلتی ہے۔ تو ترغیب سے لیکر امر تک بات جاتی ہے۔

مشورہ و ترغیب سے لیکر حکم اور سخت بات بھی کر سکتے ہیں اور ڈنڈے سے بھی کام چلتا ہے حتیٰ کہ جو لوگ قصاص جاری کرتے ہیں وہ بھی امر بالمعروف کرتے ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ لوگ برائیوں سے رک جائیں اگر ایک جگہ پہ قصاص جاری ہوا تو وہاں سارے لوگ قتل سے رک جائیں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ قتل نہ کرو لیکن قتل ہو جاتا ہے۔ جب قصاص جاری ہوا تو اب سارے لوگ قتل سے رک گئے۔ ایک ڈاکو کا ہاتھ پاؤں کاٹا گیا تو تمام ڈاکو، ڈاکے سے باز آ گئے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مختلف طریقے ہیں ایسا نہ ہو کہ صرف زبان سے امر بالمعروف سمجھیں کہ زبان سے کہہ دیا بس بات ختم ہو گئی۔ امر بالمعروف یہ مسلمانوں کا مستقل کام ہے۔ مسلمانوں کی با قاعدہ امر بالمعروف کیلئے پولیس ہو گی امر بالمعروف کا شعبہ ہو گا۔ آپ نے دیکھا ہو گا جب طالبان کی حکومت آئی تھی افغانستان میں تو انہوں نے با قاعدہ یہ شعبہ بنایا تھا جب نماز کا وقت ہوتا تھا لوگوں کو با قاعدہ نماز کا کہتے تھے۔ جب کوئی غلطی کرتا تو اس کو روکتے تھے پکڑتے تھے، اب اگر کوئی آدمی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انکار کرتا ہے کہ یہ اسلام میں ہے ہی نہیں تو کیا وہ کافر نہیں ہو جائے گا؟ ہو جائے گا۔ ہاں البتہ امر بالمعروف کا طریقہ اپنا اپنا ہے۔

تزکیہ و اصلاح سے متعلق قرآنی آیات اور ان کا مفہوم

اصلاح کے بارے میں اللہ جل شانہ فرماتے ہیں" ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلو علیھم اٰیته ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمة وان کانو من قبل لفی ضلل مبین" (پارہ۲۷سورۃ الجمعه آیۃ۲) اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے اُمیّوں میں، اَن پڑھ لوگوں میں ایک پیغمبر بھیجا دیکھو رسولاً کہا: علماء سمجھتے ہیں کہ یہاں تنوین تعظیم کیلئے ہے یعنی عظیم الشان پیغمبر۔ "یتلو علیھم": ان پر قرآن مجید کی آیات تلاوت کرتے ہیں۔ "ویزکیھم" تزکیہ کرتے ہیں۔ تو مستقل تعلیم کتاب، حکمت، اور تزکیہ کا ذکر ہے اب ان کا انکار کرنا قرآن مجید کی آیت کا انکار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں" قد افلح من تزکی" (پارہ ۳۰ سورۃ الاعلیٰ آیۃ۱۴) یقیناً کامیاب ہوا جس نے اپنا تزکیہ کیا دوسری جگہ ارشاد ہے۔ "یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم" (پارہ۱۹ س الشعر آیۃ ۸۹) اور "قد افلح من زکھا وقد خاب من دسھا" (پارہ۳۰س الشمس آیۃ۹-۱۰) اسی طرح بیسیوں آیات اور احادیث تزکیہ کے بارے میں ہیں۔ تزکیہ کا انکار قرآن وحدیث کا انکار ہے۔ اب ایک آدمی تزکیہ کا کام کر رہا ہے لوگوں کا تزکیہ کرتا ہے ظاہر ہے کہ تزکیہ تو تب ہوگا جب تزکیہ کرنے والا ہو۔ "ویزکیھم" تزکیہ کیلئے مُزکّی کا ہونا ضروری ہے، تعلیم کب ہوگی جب معلم ہوگا۔ تبلیغ تب ہوگی جب مبلغ ہوگا۔

جہاد و قتال سے متعلق قرآنی آیات

جہاد کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں" فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يشرونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ" (پارہ۵ سورۃ النساء آیۃ ۷۴) پس چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتال کریں لڑیں یہ نہیں کہا کہ "فلیجاھد" کیونکہ جہاد کا لفظ ایسا ہے کہ اس میں اور چیزیں بھی شامل ہو سکتی ہیں۔ ہر بھاگ دوڑ جو کفریہ طاقتوں کو ہٹانے کیلئے ہو اور اسلام کی سربلندی کیلئے ہو، وہ جہاد کے لفظ میں شامل ہو سکتی ہے۔ یہاں فرمایا" فلیقاتل فی سبیل اللہ" قتال تو آپ بھی جانتے ہو اگر عربی نہیں جانتے تو کم از کم قتل کا مفہوم تو سمجھتے ہو قتل سے قتال ہے۔ اللہ کے راستے میں لڑیں" الذین یشرون الحیٰوۃ الدنیا بالاخرۃ" کون لوگ لڑیں گے! جو دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے بیچتے ہیں۔ بعض لوگ دنیا

کے بدلے آخرت کو بیچتے ہیں۔آخرت کو تباہ کرتے ہیں اور دنیا کو لیتے ہیں اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ دنیا کو قربان کرتے ہیں اور آخرت کو لے لیتے ہیں" ومن یقاتل فی سبیل اللہ" جو اللہ کے راستہ میں لڑے فیقتل" پھر وہ مارا جائے" او یغلب" یا غالب ہوجائے" فسوفَ نؤ تیه اجراً عظیماً" (پارہ۵۔سورۃ۔النساء آیۃ۔۷۴) ہم اس کو بہت بڑا اجر دیں گے،اجر عظیم دیں گے۔"وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ"(پارہ۵۔سورۃ النساء آیۃ۷۵) کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کے راستہ میں نہیں لڑتے ،اب اگر کوئی شخص اس کا انکار کرے گا تو کافر نہیں ہوگا....؟ یہ قرآن مجید کا انکار ہے،ایسا آجکل لوگ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں" ان اللہ اشترٰی من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ" (پارہ۱۱۔سورۃ۔التوبۃ آیۃ۔۱۱۱) یقیناً اللہ تعالیٰ نے خرید لیا ہے ایمان والوں سے ان کی جانوں اور اموال کو" بان لھم الجنۃ" بدلے میں ان کیلئے کیا ہوگا! جنت ہوگی"یقاتلون فی سبیل اللہ" یہاں یجاھدون نہیں فرمایا بلکہ"یقاتلون" کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑیں گے قتال کریں گے۔"فیقتلون ویقتلون"قتل بھی کریں گے کفّار کو اور خود بھی قتل ہوجائیں گے۔

جہاد،قتل کرنے اور قتل ہونے دونوں کو شامل ہے

ایک آدمی نے کہا...کہ یہ کہاں آیا ہے کہ تم قتل کرو جب آدمی انگریز کا پٹھو بن جاتا ہے تو وہ عجیب عجیب باتیں کرتا ہے۔وہ کہتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ" لو ددت ان اقتل فی سبیل اللہ" کہ میں قتل کیا جاؤں اللہ کے راستہ میں تو قتل کیلئے اپنے آپ کو پیش کرو۔یہ تو نہیں کہا کہ میں قتل کروں! تو میں نے اس کو کہا کہ نبی کریم صلا اللہ علیہ وسلم تو بتا رہے ہیں کہ موت سے نہ ڈرو....،شہادت کی تمنا کرو....،سر ہتھیلی پر رکھ کر لڑو....، جو مرنا نہیں جانتا وہ جینا نہیں جانتا....،اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاؤ اور وہ تم کو قتل کریں۔تو یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا" فلیقاتل" اس کا یہ مطلب نہیں کہ قتل کرو مجھے بلکہ"یقاتل" کہتے ہیں مقابلے کو کہ لڑیں: لڑنا کیسا ہوتا ہے،قتال کیسا ہوتا ہے کہ وہاں سے بھی فوج ہو اور ادھر سے بھی فوج ہو،دو فوجیں مد مقابل ہوں۔دوسری بات اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں"فیقتل" کہ وہ مارا جائے "او یغلب" یا وہ غازی ہوجائے جب لڑے گا نہیں تو غالب کیسے آئیں گے....؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کئی غزوات میں گئے اور قتال کیلئے گئے تو جانا غلبہ کیلئے ہوتا ہے نہ کہ جانے کا یہ مقصد ہو کہ ہم خود قتل ہونے کیلئے تیار

ہیں آؤ اور ہمیں قتل کرو۔تو یہاں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں"یقاتلون فی سبیل اللہ"لڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں"فیقتلون" پہلا کام ان کا کیا ہے کہ کفار کو قتل کرتے ہیں تو جب کفار کو قتل کرتے ہو تو شاید تم بھی قتل ہوجاؤ گے لیکن یہ نمبر دو ہے پہلا نمبر "یقتلون" ہے کہ یہ لوگ کفار کو قتل کرتے ہیں ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ کوئی تیر آجائے اور اس کے سر پر لگ جائے"ویقتلون" اور خود بھی قتل ہوجاتے ہیں۔

اب یہ قرآن مجید کی آیتوں کا انکار ہے کہ ہم کہیں کہ صرف قتل ہونا ہے قتل کرنا نہیں ہے۔بہر حال میں نے بتایا کہ جہاد کی اپنی شرائط ہیں جب شرائط پوری ہوں تو جہاد کرنا چاہیئے اگر کوئی جہاد نہ کرے تو گنہگار ہو گا لیکن اگر جہاد کو مانتا ہی نہیں تو کافر ہوجائے گا۔آج کل تو لوگ انکار کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں" ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مر صوص"(پارہ۲۸ سورۃ۔الصّف آیۃ۴)"یقیناً اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں ایسے لوگوں سے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑتے ہیں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں" یا ایھا النبی حرض المومنین علی القتال"(پارہ۱۰۔سورۃ۔الانفال آیۃ۔۶۵) اے پیغمبر: ایمان والوں کو ابھارو (کس چیز پر): لڑنے پر ابھارو۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔"کتب علیکم القتال(پارہ۲۔سورۃ۔البقرہ آیۃ۔۲۱۶)" تم پر قتال فرض کیا گیا ہے۔قرآن مجید تو پورا جہاد و قتال کی آیات سے بھرا ہوا ہے:

بہر حال میں عرض کررہا ہوں کہ چاروں شعبوں میں سے کسی ایک شعبے کا انکار کفر ہے اور ہم کبھی کبھی ایسے بول بولتے ہیں کہ اس سے ان شعبوں کا انکار ہوتا ہے،اس سے بچنا چاہیئے ۔ہاں البتہ اگر کوئی جہاد کی شرائط میں گڑبڑ کرتا ہے بے موقع جہاد کرتا ہے تو علماء کو حق ہے کہ اس پر نکیر کریں۔یہ دوسری بات ہے، یہ جہاد کا انکار نہیں ہے، جہاد کا انکار تو یہ ہے کہ سرے سے جہاد کو تسلیم ہی نہ کریں یا مجاہدین سے مطلقاً نفرت کرے یا علماء سے مطلقاً نفرت کریں۔یہ نہیں کہ آپس میں کوئی جھگڑا ہو یا اس کے اخلاق اچھے نہ لگیں اور اس پر کسی عالم کی تحقیر کرے یہ علماء کی تحقیر نہیں بلکہ اس کو اس کی ذات سے جھگڑا ہے یہ مطلق جھگڑا نہیں۔مطلق جھگڑا تو یہ ہے کہ علم کی بناء پر علماء کی تحقیر کرے۔مطلقاً مجاہد سے نفرت ہو مطلقاً مبلغ سے نفرت ہو مطلقاً جو لوگوں کی اصلاح کرتا ہے اس سے نفرت ہو یعنی اصلاح سے اس کو نفرت ہو تو وہ جہاد کا دشمن ہے علم کا دشمن ہے تبلیغ کا دشمن ہے: یہ چاروں شعبے ضروری بھی ہیں فرض ہیں اور ان شعبوں کا آپس میں مربوط ہونا بھی ضروری ہے۔

درس نمبر۴

چاروں شعبوں میں سے کوئی شعبہ دوسرے کا بدل بھی نہیں

چاروں شعبوں کی اہمیت اور مفہوم پر بات ہوجانے کے بعد اب آپ یہ سمجھیں کہ یہ شعبے ایک دوسرے کا بدل بھی نہیں ہیں کہ ایک شعبہ دوسرے شعبہ کی کمی کو پورا کرے ایسا بھی نہیں ہے۔آخر آپ علم کی ضرورت کو تبلیغ سے کس طرح پورا کروگے علم ہے سیکھنے کا نام اور تبلیغ ہے پہچانے کا نام۔علم ہے جاننے کا نام اور دعوت ہے بلانے کا نام: جب جانا نہیں،سیکھا نہیں،تو دعوت کیسے ہوگی بلانا کیسے ہوگا۔معلومات کو پہچانا ہے ایک آدمی دوڑ رہا ہے کہ میں آپ کو ایک بات پہنچاتا ہوں۔تو پہلے معلوم تو ہو کہ کیا پہنچانا ہے۔

علم کا بدل تبلیغ نہیں ہے۔ایک آدمی علم سیکھے تو یہ تبلیغ کا بدل نہیں ہے۔کیونکہ یہ تو صرف سیکھ رہا ہے آگے دوسروں تک پہنچانا تو الگ کام ہے۔اسی طرح تبلیغ کے جو شعبے ہیں تذکیر ہے،تصنیف اور تالیف ہے یہ بھی ایک دوسرے کا بدل نہیں ہیں ایک آدمی زبان سے تقریر کرتا ہے کتاب میں محفوظ نہیں کرتا۔تو بات محفوظ ہوتی ہے۔تمہارے مافی الضمیر کو محفوظ کیا جاتا ہے۔جو کچھ علم آپ نے سیکھا ہے اس کو کتاب میں محفوظ کیا جاتا ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قلم پر زور دیا ہے پہلی وحی میں بتادیا۔

(اِقراَ بِاسمِ رَبِکَ الذِی خَلَقَ ، خَلَقَ الا نسانَ مِن عَلَق اِقرَأ وَرَبُّکَ الاَ کرَم الّذی عَلّمَ بِالقَلَمِ عَلّمَ الانسَانَ مَالَم یَعلَم)(پ۳۰س العلق آیۃ ۱تا۵)

بہت زور علم پر دیا قلم پر دیا۔ایک آدمی کی کتاب ہے لیکن ہر آدمی تو کتاب نہیں پڑھ سکتا اس لیئے کتاب سے وعظ ہوگا سمجھانا ہوگا ہر آدمی کتاب کے مطلب کو نہیں سمجھتا۔بہر حال تبلیغ مستقل ایک شعبہ ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مستقل ایک شعبہ ہے: آپ نے کسی کو کہا کہ نماز پڑھو تو یہ امر بالمعروف ہے لیکن اس میں نہی عن المنکر تو نہیں آیا کیونکہ کوئی شراب پیتا ہے تو اس کو شراب سے روکنا ہوگا یہ نہی عن المنکر ہے۔

اسی طرح تزکیہ و اصلاح کا بدل تبلیغ نہیں ہے۔اصلاح کا بدل علم نہیں۔ بہت لوگ علم سیکھتے ہیں لیکن ان کی اصلاح نہیں ہوتی آپ دیکھیں جامعہ ازھر ایک مدرسہ ہے اور دیوبند بھی ایک مدرسہ ہے اور پاکستان کے اندر بھی مدارس ہیں،ہندوستان کے اندر بھی مدارس ہیں،آپ نے دیکھا ہوگا کہ جامعہ ازھر کے فارغ ان کی داڑھی

صاف ہوتی ہے،ان کی عورتیں مردوں سے زیادہ ننگی ہوتی ہیں،مردوں کے جسم پر مکمل پتلون ہوتی ہے اور عورتیں آدھے سے زیادہ بغیر ستر کے ہوتی ہیں۔

مستشرقین یہ وہ لوگ ہیں جو تحقیق کرتے ہیں مذاہب پر اور یہی لوگ ہیں جنہوں نے قرآن مجید بہت اچھی طرح پڑھا ہے اس کو سیکھا ہے اس پر ریسرچ کرتے ہیں اور تفاسیر لکھی ہیں ان لوگوں نے بہت بڑی بڑی لغت کی کتابیں لکھی ہیں المنجد وغیرہ یہ کسی مسلمان نے نہیں لکھی بلکہ عیسائی نے لکھی ہے تو انہوں نے بڑی بڑی کتب احادیث لکھی ہیں وہاں سے علماء کو تیار کر کے ہمارے ہاں بھیجتے ہیں اور لوگوں کے درمیان فتنہ پھیلاتے ہیں،وہاں ڈاکٹر بنتے ہیں ایک ڈاکٹر بیماری کا ہوتا ہے اور ایک ڈاکٹر جو تخصص کرتا ہے علمی ڈاکٹر بنتا ہے، اس کو وہاں سے ڈگریاں ملتی ہیں لیکن وہ مسلمان بھی نہیں ہے،اس کا مطلب فتنہ پھیلانا ہوتا ہے تو اصلاح مستقل ایک چیز ہے دین کے مطابق آدمی اپنی اصلاح کرے جو آپ نے علم سیکھا ہے اس کو اپنے اندر لائیں آپ نے بہت سی باتیں سیکھی ہونگی لیکن کیا اپنے اندر لائی بھی ہیں شاید دس میں سے پانچ بھی نہیں لائی ہونگی۔ اپنے اندر لانا اور چیز ہے،سیکھنا اور چیز ہے حقیقت میں سیکھنا جاننا وہی ہے جس پر عمل ہو جب عمل ہی نہیں تو جاننا بھی نہیں بلکہ یہ شک ہے جیسے آدمی شک کی بنیاد پر عمل نہیں کرتا اسی طرح علم میں جب شک ہوگا تو عمل نہیں ہوگا سیکھا تو ہے لیکن اس پر یقین نہیں ہے۔

چوتھی چیز جہاد: جہاد کا بدل تبلیغ نہیں ہے کافر آپ کو توپ سے مارتا ہے،آپ اس سے کہو کہ خدا کیلئے دین کی طرف آجاؤ میں تم کو دعوت دیتا ہوں ، وہ تمہیں ختم کردیگا۔تو کیا یہ جہاد کا بدل ہے....؟نہیں.....۔ امریکہ،افغانستان میں آیا ہے اور ہمارے اوپر بیٹھا ہے تم اس سے کہو کہ مسلمان ہو جاؤ....!!!محکوم قوم نہیں کہہ سکتی۔ تبلیغ مستقل شعبہ ہے اور جہاد مستقل شعبہ ہے جہاد کی ضرورت تبلیغ سے پوری نہیں ہوتی بہت سی ایسی رکاوٹیں ہونگی اُس کیلئے تلوار کی ضرورت پڑے گی بندوق کی ضرورت پڑے گی۔ یہ تو ہر جگہ ہوتا ہے ہسپتال میں دیکھو بہت ساری بیماریاں ہیں کوئی بیماری معمولی علاج سے ٹھیک ہوجاتی ہے کوئی غذا سے ٹھیک ہوتی ہے کہ غذا بدل دو تو آدمی صحت مند ہو جاتا ہے اور کبھی ایسا ہوگا کہ آپریشن کی ضرورت ہوگی۔ ظاہر ہے کہ کبھی دواء کی ضرورت،کبھی غذا کی،کبھی کڑوی دوا اور کبھی میٹھی دوا۔اس طرح جہاد کی ضرورت علم سے پوری نہیں ہوتی جہاد

کیلئے علم کی ضرورت تو ہے ایک ہے کسی چیز کا ضروری ہونا اور ایک ہے ضرورت کا پورا ہونا دونوں میں فرق ہے جہاد کیلئے علم ضروری تو ہے لیکن علم سے جہاد کی ضرورت پوری نہیں ہوتی۔ دودھ میں چینی ڈالی جاتی ہے تا کہ دودھ میٹھا ہو جائے لیکن چینی کیا دودھ کی ضرورت بھی پوری کرتی ہے....؟ میٹھا اور چیز ہے بعض لوگ اس کے بغیر دودھ نہیں پی سکیں گے۔

چاروں شعبے بمنزلہ انسانی اعضاء کے ہیں

یہ شعبے ایک دوسرے کا بدل نہیں ہیں اسکی مثال علماء یوں دیتے ہیں کہ جس طرح انسان کا بدن ہے۔ انسان کے بدن کے مختلف اجزاء آنکھ، کان، ہاتھ اور پاؤں ہیں ان چار چیزوں کو ہم لے لیتے ہیں باقی اور چیزوں بھی بہت ہیں۔ آنکھیں بہت بڑی نعمت ہیں لیکن یہ دانتوں کی ضرورت پورا نہیں کرتیں۔ دونوں کی ضرورت ناک سے پوری نہیں ہوتی ہاتھ کی ضرورت پاؤں سے پوری نہیں ہوتی ہاتھ کی اپنی ایک ضرورت ہے پکڑنا، کام کاج کرنا ہے۔ اگر کوئی آدمی آپ سے کہے کہ میں آپ کو ایک ہزار آنکھیں دیتا ہوں تو تم مجھے دو ہاتھ دے دو تو کیا تم دے دو گے....؟ نہیں....۔ اس لیئے کہ ہاتھ کی اپنی ضرورت ہے۔ بلکہ آپ کہیں گے کہ ایک انگلی بھی نہیں دونگا۔ آپ کو معلوم ہے کہ آنکھ انگلی کی ضرورت پوری نہیں کر سکتی۔

اسی طرح دین کی ایک چیز دوسرے کی ضرورت پوری نہیں کرتی۔ نماز مستقل ضرورت ہے، اس کا اپنا ایک فائدہ ہے، روزہ کا اپنا ایک فائدہ ہے، ثواب شاید ایک کا دوسرے سے بڑھا ہوا ہوگا لیکن فائدہ ہر ایک کا اپنا ہے۔ اسکی مثال یوں سمجھو کہ نمک کی قیمت زیادہ ہے یا پانی یا گوشت کی؟ گوشت کی قیمت زیادہ ہے لیکن کیا جب تم سالن پکاتے ہو اس میں گوشت ہی گوشت ڈالتے ہو اس میں پانی اور نمک نہیں ڈالتے....؟ نمک کی مستقل آپ ضرورت سمجھتے ہیں اس لیئے گوشت میں نمک ڈالتے ہیں، پانی بھی ڈالتے ہیں اس طرح جتنے بھی دین کے اعمال ہیں سب کارِ ثواب ہیں لیکن ایک کی ضرورت دوسرے سے پوری نہیں ہوتی نماز کی ضرورت روزے سے پوری نہیں ہوتی اور روزے میں جو آپ کو فائدہ ہوگا وہ نماز سے حاصل نہیں ہوتا۔ ٹھیک ہے کہ نماز پڑھنے تک آپ بھوکے رہتے ہیں پانی نہیں پیتے لیکن جب سلام پھیرتے ہیں اس وقت آپ پانی پیتے ہیں لیکن روزے میں آپ بھوکے پیاسے رہتے ہیں۔ اس سے آپ کو بھوکے کا بھی خیال رہے گا، پیاسے کا بھی خیال

رہے گا، پیاس ایسی چیز ہے کہ آدمی اس کو برداشت نہیں کر سکتا لیکن روزے میں آپ کو پیاسے کا احساس بھی پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح بھوکے رہنے کا جو مجاھدہ ہے وہ مجاھدہ تم کو نماز سے حاصل نہیں ہوگا۔ روزے اور نماز کے فوائد زکوٰۃ سے حاصل نہیں ہونگے۔ زکوٰۃ میں لوگوں کے ساتھ ہمدردی ہے، اس سے سخاوت پیدا ہوتی ہے تو میں عرض کر رہا ہوں کہ دین کا ہر جزو مستقل ہے ہر ایک کا الگ ایک فائدہ ہے اس طرح ہر شعبے کا الگ ایک فائدہ ہے۔ اس لیئے دین کے ہر کام کو اپنے وقت پر جس وقت اللہ تعالیٰ کا حکم ہو، کرنا پڑے گا اور ہر شعبے کو زندہ کرنا پڑے گا تب یہ دین پورا ہوگا۔

دورِ نبوی ﷺ میں چاروں شعبوں کا مرکز ایک تھا

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں یہ تمام شعبے ایک ہی جگہ ہوتے تھے۔ میں آپ کو اس لیئے بتا رہا ہوں تا کہ آپ یہ نہ سمجھیں کہ اگر درسگاہیں نہیں ہونگی تو علم نہیں ہوگا اور خانقاہیں نہیں ہوں گی تو تزکیہ نہ ہوگا۔ ہمارے لیئے آسانیاں ہیں پہلے زمانہ میں علم کیلئے کوسوں دور جانا پڑتا تھا اب ہر جگہ مدرسے ہیں پہلے ایک ایک کتاب کیلئے آپ زمین کو چھانتے تھے اب ایک ہی جگہ تمام کتابیں پڑھائی جاتی ہیں: مثلاً آپ دارالعلوم کراچی میں جائیں وہاں آپ کو اول سے لیکر آخر تک کتابیں پڑھائی جاتی ہیں تخصص بھی ہوتا ہے۔ ایک ہی جگہ سب کچھ ملتا ہے۔ تعلیم بھی ملے گی اور بہترین کھانا بھی ملے گا۔

تو مدرسہ، خانقاہ، تبلیغ اور جہاد یہ چاروں شعبے مسجد نبوی میں قائم تھے، کیوں نہ ہوتے کہ قرآن مجید نے چاروں کو بیان کیا۔ لوگ مختلف جگہوں سے آتے تھے، وہاں ایک جگہ تھی صُفَّہ۔ وہ ایک چبوترہ سا تھا ایک چھوٹی سی جگہ تھی اب بھی وہاں اس کے نشانات موجود ہیں وہاں پر دو تین طلباء سے لیکر ستر کے لگ بھگ وہاں طلباء تھے دینی طالب علم: وہ دو کام سیکھتے تھے۔ ایک علم سیکھتے تھے نبی کریم ﷺ سے اور ایک اپنی اصلاح کرتے تھے۔ ایک ہی جگہ مدرسہ بھی تھا خانقاہ بھی اور اس کے فارغ التحصیل کوئی چالیس دن وقت لگاتا تھا کوئی مہینہ: پھر یہ سیکھ کر اپنے علاقوں میں جاتے تھے اور وہاں جا کر کام کرتے تھے۔ تبلیغ کرتے تھے۔ ایک مسجد نبوی ہے اس میں کوئی بڑے بڑے کمرے نہیں ہیں بلکہ ستون ہیں۔ ''اسطوانۃ الوفود'' اس ستون سے نبی کریم ﷺ جہادی جماعتوں کی تشکیل کرتے تھے۔ یا کوئی وفد آجاتا تو اس ستون کے پاس ٹھہرتا تھا۔ وہاں اس طرح بہت سے

ستون ہیں ان پر نام لکھے ہوئے ہیں ایک جگہ کوئی حلقہ لگا ہوتا اور دوسرے جگہ کوئی، مسجد نبوی میں ذکر کے حلقے بھی لگ جاتے۔ کبھی ذکر کا حلقہ کبھی تعلیم کا حلقہ۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ذکر والے تعلیم نہیں کرتے تھے بلکہ تعلیم سے فارغ ہوگئے تو ذکر میں بیٹھ گئے اور ذکر سے فارغ ہونے والے تعلیم میں بیٹھ جاتے۔

جہاد کی تشکیل وہاں سے ہوتی تھی۔ تبلیغ کیلئے لوگوں کو وہاں سے روانہ کیا جاتا تھا کسی علاقہ سے کوئی شخص آتا اور کہتا کہ میرے ساتھ کسی کو بھیج دیں تا کہ لوگوں کو دین سکھائے کبھی ایک کو بھیج دیا جاتا کبھی دو کو کبھی اس سے زیادہ کو بھی بھیجا گیا وہاں وہ جاتے اور لوگوں کو دین سکھاتے تھے ساری زندگی وہاں گزار دیتے۔

یہ تقسیمیں آج کے دور کی ہیں

اس زمانے میں یہ تقسیمیں نہیں تھیں یہ تبلیغ ہے یہ مجاہد ہے یہ صوفی ہے یہ مدرس ہے ایسی بات نہیں تھی جب یہ تقسیم شروع ہوگئی تو ہر ایک اپنے کام کے ساتھ چمٹ گیا اور دوسروں کو کہا کہ تم غلط ہو۔ یہ سارے کام ٹھیک ہیں لیکن یہ کہنا کہ میں ٹھیک ہوں دوسرا ٹھیک نہیں یہ غلط ہے یہ شیطان نے تم کو سکھایا ہے کہ آپ جس کام میں لگے ہیں اس کام کو ایسے بڑھا چڑھا کر پیش کریں کہ دوسرے شعبے کمزور نظر آئیں۔ آپ مجھے تاریخ میں کہیں یہ دکھا دیں کہ کسی کو مجاہد کہا ہو کسی کو صرف صوفی اور کسی کو مدرس: ہاں ٹھیک ہے جو حدیث پڑھاتا تھا اسکو معلم و مدرس کہتے تھے لیکن وہ صرف معلم نہیں ہوتا تھا بلکہ ساتھ ہی صوفی بھی ہوتا تھا لوگوں کی اصلاح بھی کرتا تھا۔ دین کے مطابق ان کی راہنمائی کرتا تھا۔

آپ لوگوں کو مجاہدے سکھائیں ان کو ترتیب بتائیں۔ آجکل ہر کام والا کہتا ہے کہ دوسرا غلط ہے یہ کہنے والا خود غلط ہے۔ ہاں فن کے اندر غلطی ہو تو غلطی ہوگی۔ کوئی تعلیم کے اندر غلطی کرتا ہے یا تبلیغ کے اندر غلطی کرتا ہے یا کوئی مجاہد غلطی کرتا ہے تو وہ غلطی ہے۔ تو چاروں شعبے مسجد نبوی کے کام ہیں وہاں تقسیم نہیں تھی بلکہ اس وقت کے مسلمان کو یہ معلوم تھا کہ کبھی مجھے جہاد کی ضرورت پڑے گی کبھی تبلیغ کی کبھی تعلیم کی ضرورت ہوگی کبھی ایسا ہوگا کہ ایک بھائی کمائے گا اور دوسرا سیکھے گا پھر میں کماؤنگا وہ سیکھے گا۔ یعنی ادل بدل کر کام بھی ہوگا اور دین بھی سیکھیں گے یہ سادہ طریقہ تھا آپ نے کسی جگہ یہ نہیں دیکھا ہوگا کہ حضرت عمر فاروق ؓ کے ساتھ مجاہد لکھا ہو عمر مجاہد یا صوفی اویس قرنی صاحب لکھا ہو۔ لیکن اس پر بھی تنقید نہیں کرنی چاہیئے کہ صحابہ ؓ کے ناموں کے ساتھ تو

کچھ نہیں لکھا ہوتا تھا اور آجکل تو مولانا صاحب مجاہد اور حاجی کے القاب ہوتے ہیں اس کی وجہ اور ہے۔ اب اگر حضرت عمر فاروق ؓ کے نام کیساتھ مولانا لگائیں مولانا عمر فاروق تو یہ اچھا لگے گا یا بُرا....؟ .... بُرا: ہمارے میں اگر کوئی عمر نام کا ہو اور عالم ہو اس کو اگر مولانا عمر نہ کہیں تو خفاء ہوجاتا ہے ہم کہتے ہیں حاجی عبدالوھاب صاحب دامت برکاتہم: یہ اچھا لگتا ہے یا مولانا فلاں صاحب اگر یہ کہیں کہ حاجی ابوھریرہ صاحب تو یہ اچھا لگے گا یا بُرا؟ کیوں حالانکہ حج تو انہوں نے بھی کیا تھا سارے حجاج تھے: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بہت بڑے عالم تھے لیکن اگر ہم کہیں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ بن مسعود: تو اچھا لگے گا یا بُرا....؟ بُرا (یہ القاب ہیں آجکل لوگ سمجھتے نہیں اور ان کو عالم پر بھی اعتراض ہے صوفی پر بھی اعتراض ہے) اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابی خود ایک ایسا رتبہ ہے کہ اس کے ساتھ دوسری چیز لگانا ایسا ہے جیسا ریشم کے کپڑے پر ٹاٹ کا پیوند لگانا: یہ سارے القاب ٹاٹ کا پیوند ہیں ایک آدمی صحابی ہے حضرت عمر فاروق ؓ ہیں حضرت ابوھریرہ ؓ صحابی ہیں اب ان کے ساتھ مولانا لگانا یہ ریشم کے کپڑے پر ٹاٹ کا پیوند لگانا ہے کیونکہ ساری دنیا کے تمام مشائخ علماء جمع ہوکر صحابی کے مرتبے کو پہنچ نہیں سکتے ایک دفعہ ایسا ہوا کہ دو علماء کی آپس میں بحث ہوئی ایک عالم نے دوسرے عالم کو کہا کہ تم نے جو کتاب لکھی ہے تم نے اپنی کتاب میں میرے شیخ سید سلیمان ندوی ؒ کیساتھ مولانا نہیں لکھا تھا اس نے کہا کہ میں نے فلاں جگہ مولانا لکھا ہے میں اس وقت وہاں تھا کراچی میں، تو میں نے محسوس کیا کہ یہ خواہ مخواہ اس کے ساتھ اُلجھے ہوئے ہیں تو میں نے کہا کہ بعض دفعہ ایک شخص کیساتھ لقب لگانے کی ضرورت نہیں ہوتی وہ اتنی بڑی شخصیت ہوتی ہے کہ اس کو لقب کی ضرورت ہی نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ نے اس کو بڑا درجہ دیا ہوتا ہے۔

موجودہ دور میں چاروں شعبوں کے باوجود مسلمان مغلوب کیوں ہیں

بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ یہ چاروں شعبے ہونے چاہئیں۔ تبلیغ بھی ہو جہاد بھی ہو تعلیم و تعلم اور تزکیہ بھی ہو اب الحمدللہ مسلمانوں میں یہ چاروں شعبے ہیں مدارس بھی ہیں تبلیغی جماعتیں بھی ہیں اور مجاہدین کی تحریکیں بھی اور خانقاہیں بھی ہیں لیکن سارے ٹکڑے ٹکڑے ہیں جس کی وجہ سے یہ کامیاب نہیں ہوتے اسلام کا غلبہ نہیں ہوتا: میں اس کی مثال پیش کرتا ہوں کہ اگر ایک آدمی کے پاس مشین ہے اور وہ انجن بناتا ہے اور اس کے مختلف پُرزے بناتا ہے اور اس کے انبار لگاتا ہے۔ دوسرا آدمی نے ٹائر کارخانہ لگایا ہے اور ایک کمپنی ڈیزل

کی ہے یا پیٹرول وغیرہ کی ہے تو ڈیزل بھی ہے پیٹرول بھی ہے ٹائر بھی ہے اور انجن بھی ہے اور ایک جماعت الیکٹریشن کی بھی ہے وہ اس کا کام کرتے ہیں لیکن دنیا میں ایک مکینک بھی نہیں جو ان سب چیزوں کو جمع کر کے گاڑی بنائے تو کیا گاڑی بن جائے گی....؟ اس گاڑی سے کوئی فائدہ اٹھائے گا....؟ انجن اپنی جگہ پڑا ہے تیل وہاں پڑا ہے یہ قیمتی چیزیں ہیں لیکن ان کے جوڑنے کی ضرورت ہے

غلبۂ اسلام کیلئے مرکزی شوریٰ کا ہونا ضروری ہے

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں، صحابہ کرامؓ کے زمانے میں، اس کے بعد کے ادوار میں یہ سارے شعبے تھے لیکن ایک امیر المومنین کے تحت تھے سارے شعبے چلتے تھے سارے ادارے تھے نبی کریم ﷺ کے زمانے میں تو نام نہیں تھے بعد میں ان کے نام بھی پڑ گئے لیکن کمان ایک ہی کرتا تھا سب کو جوڑے ہوئے تھا اب دیکھو ہمارے پاکستان کی حکومت کے تحت واپڈا کا محکمہ بھی ہے فوج بھی ہے پولیس بھی ہے نام بھی الگ الگ ہیں اور ان کے کام بھی الگ الگ ہیں یہ کیوں چلتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے اوپر ایک ہے۔ اسی طرح اسلام بھی چاہتا ہے کہ یہ سارے شعبے ایک جگہ ہو جائیں اور سارے یک جان ہو کر کام کریں۔ جب ایسا ہو تو کیا اسلام آئے گا یا نہیں؟ آئے گا۔

آج کل اس بات کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ مسلمانوں کی تمام جماعتوں کی ایک شوریٰ بنائی جائے اور اس شوریٰ کا ایک نظام بنایا جائے ساری جماعتیں اکھٹی ہو جائیں۔ امام مھدی کا بڑا کام یہی ہے کہ سب کو اکھٹا کرنا، مدارس ہیں، تحریکیں ہیں، لیکن سب علیحدہ علیحدہ ہیں۔

تحریک ایمان وتقویٰ اتحادِ امّت کی داعی تحریک ہے

یہ ہماری جماعت یہی تحریک ایمان وتقویٰ کا کام ہے: الحمدللہ یہاں سارے آتے ہیں صوفی بھی آتے ہیں تبلیغ والے بھی آتے ہیں علماء آتے ہیں مفتیان آتے ہیں اور مختلف پیروں کے خلفاء اور مجازین آتے ہیں۔ یہ سارے ہمارے اپنے ہیں اگر یہ سارے اس اجتماعیت کی کوشش کریں تو بات بالکل آسان ہو جائے گی اور جو یہاں وقت لگائے گا وہ لوگوں میں خوبی پیدا کرے گا۔ فساد نہیں پیدا کرے گا لوگوں کی اصلاح کرے گا تو اس کے بہت بڑے فائدے ہیں لوگ اخلاق سیکھ لیتے ہیں ان کے عقائد درست ہو جاتے ہیں۔

الحمدللہ یہ امت کیلئے بڑا مفید کام ہے اور اس کی آجکل بہت ضرورت ہے۔ کہ کس طرح مسلمانوں کو جوڑا جائے اور ان کو اس سے بچایا جائے کہ میں مجاہد ہوں، میں تبلیغی ہوں، میں صوفی ہوں، دوسرے کے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں، بجائے اس کے وہ کہے کہ سارے ہمارے اپنے ہیں۔ اگر ہم اس طرح کریں گے تو ہم کو سب جماعتوں کا ثواب ملے گا اس مجاہد کا ثواب ملے گا جو کفر کے ساتھ حقیقی معنوں میں برسرِ پیکار ہے۔

اس مبلغ کا ثواب ملے گا جو دور دراز تبلیغ کیلئے جاتا ہے ہمیں اس مدرس کا ثواب ملے گا جو تدریس کر رہا ہے اس کیلئے آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں لوگوں کو یہاں بھیجیں۔

الحمدللہ جہاں جہاں کے لوگ یہاں سے سیکھ کر جاتے ہیں وہاں با قاعدہ ماحول بن رہا ہے وہاں پھر یہ فضول کام نہیں ہوتے نہ وہ لوگ حکومت کیلئے دردِ سر بنتے ہیں نہ لوگوں کیلئے تکلیف کا باعث نہ جماعت کیلئے: ہاں البتہ کوئی شریر ہو جو پہلے سے سیکھ کر آیا ہو اور شرارت اس کا مقصد ہو وہ تو ہر جگہ ہوتے ہیں مجاہدین میں بھی اور مدارس میں بھی آپ نے دیکھا ہو گا حج کے موقع پر بھی جیب کترے ہوتے ہیں اس طرح یہاں بھی آجاتے ہیں لیکن جو آدمی صحیح نیت لیکر آئے گا وہ لوگوں کیلئے جماعت کیلئے خیر کا سبب ہو گا۔ اس سے خیر اور بھلائی پھیلے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خیر کا ذریعہ بنائے (آمین) واللہ اعلم بصواب،